شمارہ نمبر 2

مارچ اپریل 2019ء

دو ماہی رسالہ رجب و شعبان 1440ھ

ترجمان احناف

اہل السنت والجماعت علماء دیوبند کے مسلک، عقائد و نظریات کا امین



- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پینے والی روایت کی فنی حیثیت
- اہل حدیث یا منکر حدیث
- میثم رضا خانی کے مضمون پر ایک نظر
- الیاس عطاری کے ناکام دفاع کا تعاقب
- غائبانہ نماز جنازہ کا تحقیقی جائزہ

مدیر اعلیٰ

مناظر اسلام وکیل احناف

حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی الحنفی صاحب مدظلہ العالی

سرپرست اعلیٰ نوجوانان احناف طلباء دیوبند پاکستان

نوجوانان احناف طلباء دیوبند پاکستان

مولانا امیر سعید 03449474566

برائے خط و کتابت: مسجد ابراہیم جہانگیر چوک لطیف آباد پشاور

فہرست مضامین

☆☆☆ القرآن ☆☆☆

اوقات صلوۃ: اللہ تعالیٰ نے ہر عاقل بالغ صحت مند (جو نماز پڑھ سکتا ہو) پر پانچ وقت نمازیں فرض کی ہیں اور ان نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات میں پڑھنا ضروری قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (النساء:۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر اپنے مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔

☆☆☆ الحدیث ☆☆☆

جب سورج غروب ہو جائے تو اس کے فوراً بعد مغرب کی نماز پڑھ لینا مسنون ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھ لیتے تھے۔

چنانچہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

«كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ» (صحیح البخاری، باب وقت المغرب، رقم الحدیث (۵۶۱)(۷۹،۱)

ترجمہ: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا تو (فوراً) پڑھ لیتے تھے۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆ ☆

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆

اداریہ

قارئین ذی وقار! الکفر ملۃ واحدۃ عالم کفر اسلام کی شروع دن سے ہی بیخ کنی کی ناپاک خواہش دل میں سموئے ہوئے ہے۔ کیونکہ اسلام کا عدل و انصاف، اس کی تعلیمات کی پاکیزگی،اوراس کے قوانین عین مطابق فطرت اور آفاقی تعلیمات کفر کی گندگی اور غلاظتوں،تاریکیوں اور فساد کو رب کی اس سرزمین پر برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مسلمان جہاں بسے وہاں اپنے انصاف کا بول بالا کیا،صدیوں کے ظلم و ستم جبر و استبداد کا خاتمہ کیا۔وہاں کے غیر مسلموں کو ان کے جائز حقوق دیئے۔

اسلام کے پاکیزہ قدم جب سندھ کے راستے ہند پر پڑے تو برسوں سے ذات پات،چھات چھوت کے ظلم و ستم سے پسی قوم،راجوں و نوابوں کے جور و ستم اور پنڈتوں کی چھوت چھات کے ترسائے ہوؤں نے سکھ کا سانس لیا۔مسلم حکمرانوں نے امتیازی سلوک برتے بغیر یہاں کے غیر مسلموں خصوصا ہندو برادری کو ان کے جائز و قانونی حقوق دئے،انہیں وزارتوں اور دیگر معزز عہدوں سے نوازا۔

مگر جب کہیں مسلمان اپنی بدعملیوں،اور اپنوں اور غیروں کی سازشوں سے مغلوب ہوئے تو برسوں ان مسلمانوں کے سایہ عاطفت میں رہنے والے کافروں و مشرکوں نے اپنے سینوں میں چھپے فطری بغض و کینہ کا بھرپور اظہار کیا انسانیت سے عاری ان درندوں نے اپنے ہی محسنوں پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ آج بھی ان کے ذکر سے روح کانپ جاتی ہے۔

بدقسمتی سے ہند کی سرزمین پر آٹھ سو سال سے جلوہ گر اسلام کا سورج جب انگریز سامراج کے ہاتھوں غروب ہوا۔ تو ان احسان فراموش ہندو بنیے نے اس



سفید آقا کا دے درہے خوب خوب ساتھ دیا۔ آج بھی تاریخ کے اوراق ٹھاکروں، راجاؤں، مہاراجاؤں اور پنڈتوں کی کی اس عہد شکنی اور اپنے ہی ہاتھوں سے غیروں کے پاس اپنی قومی متاع اور ملی آزادی گروی رکھنے والوں کے سیاہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

بدقسمتی سے ہند کی سرزمین پہ مسلمانوں کے عروج کا ستارہ دوبارہ طلوع نہ ہوسکا اور ملک آپس کی رضامندی سے تقسیم ہوگیا۔ہند کا ایک وسیع علاقہ ہندوؤں کو دے دیا گیا اور ایک حصہ مسلمانوں کو دے دیا گیا جو دنیا کے نقشے پہ پاکستان کے نام سے چمکا۔

یہ مقدس خطہ شروع دن سے کانٹے کی طرح بدبودار ہندو کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔نہ جانے وہ کیسے اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا کہ اس ملک کو ہم چند ہی دنوں میں صفحہ ہستی سے مٹادیں گے۔اور اسی ذلیل و ناپاک سوچ کے ساتھ وہ ۱۹۷۱،۱۹۶۵ میں پاکستان پہ حملہ آور ہوا اور پھر کارگل کے میدان میں اپنی جنونیت کا اظہار کیا۔مگر تینوں جگہ پہ کئی گنا فوج و اسلحہ کی برتری رکھنے والا یہ ہندو بنیا ذلیل و خوار ہوا۔اور یہی اس کا مقدر ہے۔

نہ جانے وہ یہ کیوں بھول گیا کہ ماضی میں ان کے روحانی آباء و اجداد راجا داہر، رنجیت سنگھ و دیگر کو اسی سرزمین پہ توحید کے پروانوں نے خاک چٹوائی تھی۔

حال ہی میں کشمیر میں پلوامہ حملہ مودی سرکار نے اپنی الیکشن کمپئین کیلئے رچایا اور اس حملے کی آڑ میں ایک دفعہ پھر اسے اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا موقع ملا۔لیکن وہ یہ بھول گیا کہ اس کا مقابلہ بموں اور گولیوں یامادی اسباب پہ نظر رکھنے والوں کے ساتھ نہیں ان کے ساتھ اس رب کی تائید

ونصرت ہے جس نے چلتی چھری کو اسمٰعیل علیہ السلام کے حق میں موم کردیا اور بھڑکتی ہوئی آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں گل گلزار کردیا۔ اور پھر دنیا نے رب کی قدرت کا ایک دفعہ پھر تماشہ دیکھا اور توحید کے پروانوں نے یہ محیر العقول کارنامہ سرانجام دیا کہ دشمن کے دو جنگی جہاز نہ صرف مار گرائے بلکہ ایک پائیلٹ کو گرفتار کرکے ہندوستان کیلئے تاقیامت ذلت و رسوائی کا نہ مٹنے والا باب تاریخ کے اوراق پر رقم کردیا۔ آج دنیا حیران ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ ہائے کاش کہ وہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کی اس قرآنی پکار کو سمجھ سکیں۔۔۔

حالیہ موقع پر پوری قوم اپنی پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔پڑوسی ملک نے اگر کسی بھی قسم کی احمقانہ حرکت کی تو اسے منہ توڑ جواب دینے کیلئے ہمارے جوان و عوام بے تاب ہیں۔ہر محب وطن پاکستانی کی طرح نوجوانان احناف کے قائدین و کارکنان اپنی فوج کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ الحمد للہ اس موقع پر سلطان المناظرین حضرت مولانا مفتی ندیم محمودی صاحب مدظلہ العالی نے پاک فوج کی حفاظت و کامیابی کیلئے مرکز امام اعظم ابو حنیفہؒ میں خصوصی دعاوں کا اہتمام کیا۔پاک فوج زندہ باد پاکستان پائندہ باد۔

ساجد خان نقشبندی

دارالعلوم مدنیہ کراچی

مولانا محمد نیاز اوکاڑوی حفظہ اللہ

نبی ﷺ کا خون پینے والی روایات کی فنی حیثیت

سوال: میں نے کئی تبلیغی دوستوں سے سنا ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کا خون پیا تھا۔ یہ حدیث کہاں ہے؟ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ (حافظ محمد عبداللہ۔ دیپالپور)

الجواب: نبی مکرم ﷺ کا خون پینے سے متعلقہ احادیث مختلف حضرات سے مختلف طرق کے ساتھ مروی ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف دو احادیث مع التحقیق حاضر خدمت ہیں:

(۱)۔ حدیث عبداللہ بن زبیرؓ:

عن عامر بن عبد الله بن الزبير رضي الله عنهما أن أباه حدّثه أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحتجم. فلما فرغ قال: «يا عبد الله اذهب بهذا الدم فأهرقه حيث لا يراك أحد» فلما برز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عمد إلى الدم فشربه. فلما رجع قال: «يا عبد الله ما صنعت بالدم؟» قال: جعلته في أخفى مكان علمت أنه يخفى على الناس. قال: «لعلّك شربته؟» قال: نعم. قال: «ولم شربت الدم؟ ويل للناس منك وويل لك من الناس» قال أبو موسى قال أبو عاصم: فكانوا يرون أن القوة التي به من ذلك الدم. كذا في الإصابة ———— وفي رواية: قال أبو سلمة: فيرون أن القوة التي كانت في ابن الزبيرؓ من قوة دم رسول الله ﷺ۔ (حياة الصحابة: ۳/۴۷)

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) نے انہیں یہ قصہ سنایا کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں گئے حضور ﷺ اس وقت پچھنے لگوارہے تھے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! یہ خون لے جاؤ اور ایسی جگہ ڈال کر آؤ جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے۔" حضور ﷺ کے گھر سے باہر آکر میرے والد نے وہ خون پی لیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچے تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: "اے عبداللہ! تم نے خون کا کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ایسی چھپی ہوئی جگہ پر ڈال کر آیا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ لوگوں میں سے کسی کو پتہ نہ چل سکے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟" انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تم نے خون کیوں پیا؟ "لوگوں کو تم سے ہلاکت ہو اور تمہیں لوگوں سے (مروان اور عبدالملک کی طرف سے جو فتنہ پیش آیا اس کی طرف اشارہ ہے) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عاصم نے فرمایا: کہ لوگوں کا خیال یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میں جو اتنی زیادہ طاقت تھی وہ اس خون کی برکت سے تھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میں جو بہت زیادہ طاقت تھی وہ حضور ﷺ کے خون کی قوت کی وجہ سے تھی۔۔ (مترجم حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۴۲۰۔۴۲۱)

(اسانید الحدیث)

اس حدیث کی چند سندیں ملاحظہ فرمائیں۔

-حدثنا محمد بن المثنى قال نا موسى بن اسماعيل قال نا هنيد بن القاسم عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن أبيه قال --------الحديث۔ (مسند بزار: ۲۲۱۰۔ کشف الاستار عن زوائد البزار: ۲۴۳۶)

۲۔حدثنا محمد بن المثنی قال أنا موسی بن اسماعیل نا ہنید بن القاسم قال سمعت عامر بن عبداللہ بن الزبیر أن أباہ حدثہ أنہ أتی النبی ﷺ ــــــــ الحدیث۔(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ۵۸۸)

۳۔ أخبرنی ابراہیم بن عصمة بن ابراہیم العدل ثنا السری بن خزیمة ثنا موسی بن اسماعیل ثنا ہنید بن القاسم بن عبد الرحمن بن ماعز قال سمعت عامر بن عبداللہ بن الزبیر یحدث أن أباہ حدثہ أنہ أتی النبی ﷺ ــــــــ الحدیث۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۳۳۳)

۴۔حدثنا سلیمان بن أحمد ثنا دران بن سفیان البصری ثنا موسی بن اسماعیل ثنا الهنید بن القاسم بن عبد الرحمن بن ماعز قال سمعت عامر بن عبداللہ بن الزبیر یحدث أن أباہ حدثہ أنہ أتی النبی ﷺ ــــــــ الحدیث۔(حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ۱/۳۳۹)

۵۔أخبرنا أبو الحسن علی بن أحمد بن عبدان أنبأ أحمد بن عبدان نا محمد بن غالب نا موسی بن اسماعیل أبو سلمة ثنا ہنید بن القاسم قال سمعت عامر بن عبداللہ بن الزبیر یحدث عن أبیہ قال احتجم رسول اللہ ﷺ ــــــــ الحدیث۔ (السنن الکبری للبیہقی: ۳۳۰۷)

(تحقیق الحدیث)

یہ حدیث مبارکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ اس سے ہنید بن قاسمؒ اس سے موسی بن اسماعیلؒ اور اس سے کئی راویوں (جیسے محمد بن مثنیؒ، محمد بن غالبؒ، دران بن سفیانؒ، موسی بن حیان بصریؒ اور سری بن خزیمہؒ وغیرہم) نے روایت کی ہے۔

یہ حدیث مبارکہ بلحاظ سند تغلیباً بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح وثابت ہے ،اس کے راویوں کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

(۱) امام عامر بن عبداللہ بن زبیر قرشی اسدی رحمہ اللہ:

امام ابو الحارث عامر بن عبداللہ بن زبیر بن عوام قرشی اسدی مدنی رحمہ اللہ م ۱۲۱ھ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ترمذی وغیرہ کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں، آپ کی توثیق وتعدیل کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

۱۔امام ابو الحسن احمد بن عبداللہ عجلی کوفی رحمہ اللہ م ۲۶۱ھ فرماتے ہیں کہ: عامر بن عبداللہ (رحمہ اللہ) ثقہ تابعی ہیں۔ (تاریخ الثقات للعجلی: ۷۵۴)

۲۔امام ابو زکریا یحیی بن معین رحمہ اللہ (م ۲۳۳ھ) نے فرمایا کہ: عامر ثقہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل للرازی: ۱۸۱۰)

۳۔امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ م ۲۷۷ھ فرماتے ہیں: عامر ثقہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل للرازی: ۱۸۱۰)

۴۔امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ م ۳۰۳ھ نے فرمایا کہ: عامر ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال للمزی: ۳۰۴۹)

۵۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ ثقہ عابد کہتے ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۳۰۹۹)

۲۔امام ہنید بن قاسم بن عبد الرحمن بن ماعز رحمہ اللہ

دوسرے راوی امام ہنید بن قاسم بن عبد الرحمن بن ماعز بکائی رحمہ اللہ بھی ثقہ راوی ہیں، ائمہ کرام رحمہم اللہ کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ م ۷۴۸ھ سیر میں لکھتے ہیں کہ: مجھے ہنید کے بارے میں کسی جرح کا علم نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲۷۵)

۲۔حافظ ابن حبان رحمہ اللہ م ۳۵۴ھ نے آپ کو ثقہ روات میں ذکر کیا ہے۔ (الثقات: ۶۰۱۰)

۳۔امام ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ م ۸۰۷ھ لکھتے ہیں کہ: ہنید بن قاسم رحمہ اللہ ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۳۰۱۰)

۳۔امام ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی بصری رحمہ اللہ

تیسرے راوی امام ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل منقری تبوذکی بصری رحمہ اللہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں، آپ کی توثیق وتعدیل کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلی کوفی رحمہ اللہ م ۲۶۱ھ فرماتے ہیں کہ: موسیٰ بن اسماعیل رحمہ اللہ ثقہ ہیں۔ (تاریخ الثقات للعجلی: ۱۶۵۱)

۲۔امام ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ م ۲۳۳ھ ثقہ مامون کہتے ہیں۔ (الجرح والتعدیل للرازی: ۶۱۵)

۳۔امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ م ۲۷۷ھ فرماتے ہیں کہ: موسیٰ بن اسماعیل رحمہ اللہ ثقہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل للرازی: ۶۱۵)

۴۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ م ۷۴۸ھ ثقہ ثبت کہتے ہیں۔ (الکاشف: ۵۶۷۷)

۵۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ بھی ثقہ ثبت کہتے ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۶۹۴۳)

۴۔امام محمد بن مثنیٰ بن عبید بن قیس: امام ابوموسیٰ محمد بن مثنیٰ بن عبید بن قیس بصریؒ بھی صحیحین (بخاری ومسلم) اور سنن اربعہ (سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی سنن ترمذی) وغیرہ کے ثقہ وصدوق راوی ہیں، آپ کے متعلق ائمہ حدیث کے چند توثیقی اقوال درج ذیل ہیں۔

۱۔امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ م ۲۷۷ھ نے فرمایا کہ: محمد بن مثنیٰ درست حدیثیں بیان کرنے والے راست باز راوی ہیں۔ (الجرح والتعدیل: ۴۰۹)

۲۔ حافظ ابن حبان رحمہ اللہ م ۳۵۴ھ نے آپ کو ثقہ رواۃ میں ذکر کیا ہے ۔ (الثقات لابن حبان: ۷/ ۱۵۴)

۳۔ امام ابن شاہین رحمہ اللہ م ۳۸۵ھ نے فرمایا کہ: محمد بن مثنی ثقہ ہیں۔ (تاریخ اسماء الثقات: ۱۲۷۸)

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ: محمد بن مثنی رحمہ اللہ ثقہ ثبت ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۶۲۶۴)

(۲)۔ حدیث ابو سعید خدریؓ:

قال ابن ہشام وذکر لی ربیح بن عبد الرحمن بن أبي سعيد الخدري عن أبيه عن أبي سعيد الخدري أن عتبة بن أبي وقاص رمى رسول الله ﷺ يومئذ فكسر رباعيته اليمنى السفلى وجرح شفته السفلى وان عبدالله بن شهاب الزهري شجه في وجهه ان ابن قمئة جرح وجنته فدخلت حلقتان من المغفر في وجنته ووقع رسول الله ﷺ في حفرة من الحفر التي عمل أبو عامر ليقع فيها المسلمون وهم لا يعلمون فأخذ علي بن أبي طالب بيد رسول الله ﷺ ورفعه طلحة بن عبيدالله حتى استوى قائما ومص مالك بن سنان أبو أبي سعيد الخدري الدم من وجهه ثم ازدرده فقال رسول الله ﷺ: من مس دمي دم لم تصبه النار۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک جنگ کے دوران نبی مکرم ﷺ زخمی ہو گئے تو حضرت مالک بن سنانؓ نے آپ ﷺ سے زخموں کو صاف کرتے ہوئے خون کو چوس کر نگل گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اسے جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی۔"

یہ حدیث درج ذیل کتب میں موجود ہے:

السیرۃ النبویہ لابن کثیر: ج۲ص۲۵،السیرۃ النبویہ لابن ہشام: ج۲ص۸۰،عیون الاثر: ج۲ص۲۱بحوالہ مقالات راشدیہ: ج۱ص۲۰۸واللفظ لہ،تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۷۰۵،عمدۃ القاری للعینی: ۲۰۶۸،طرح التثریب فی شرح التقریب: ج۷ص۲۱۲،البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ج۲ص۲۷۔

(سند کی تحقیق)

اس حدیث کے راویوں کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔پہلے راوی جناب ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری معافری ذہلی رحمہ اللہ سیر ومغازی کے مشہور امام ہیں،انہیں امام ابو سعید عبد الرحمٰن بن احمد بن یونس صدفی رحمہ اللہ م۳۴۷ھ اور امام ابو الفداء قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ م۸۷۹ھ وغیرہما نے ثقہ قرار دیا ہے۔

(دیکھئے: تاریخ ابن یونس المصری: ۳۵۶،الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ: ۷۲۶۴)

۲۔دوسرے راوی امام ربیع بن عبد الرحمٰن بن ابی سعید خدری مدنی رحمہ اللہ شمائل ترمذی،سنن ابی داود،سنن ابن ماجہ اور طحاوی وغیرہ کے راوی ہیں،آپ کی توثیق وتعدیل کے چند حوالے حاضر ہیں:

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ م۳۶۵ھ لکھتے ہیں کہ: ربیع بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔(الکامل لابن عدی: ۶۸۲)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ شیخ کہتے ہیں۔(الجرح والتعدیل للرازی: ۲۳۴۰)

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ م۳۵۴ھ نے آپ کو ثقہ رواۃ میں ذکر کیا ہے۔

(الثقات لابن حبان: ۷۸۶۳)

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ م ۴۰۵ھ ربیع بن عبد الرحمن کی سند سے مروی احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: یہ بلحاظ سند صحیح ہیں جبکہ حافظ ذہبیؒ نے بھی اس کی سند سے مروی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین مع التلخیص: ۷۹۳۶، ۷۵۴۹)

نیز متعدد غیر مقلد علماء جیسے حسین سلیم اسد دارانی، زبیر علی زئی اور ناصرالدین نے بھی آپ کی ایک حدیث کو بلحاظ سند حسن کہا ہے جبکہ محب اللہ راشدی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ میری تحقیق میں یہ صدوق ہے۔ (دیکھئے: تعلیق سنن الدارمی: ۷۱۸، سنن ابن ماجہ بتحقیق الزبیر والالبانی: ۳۹۷، مقالات راشدیہ: ج۱ ص۲۰۸)

۳۔ تیسرے راوی امام عبد الرحمن بن ابی سعید خدری مدنی رحمہ اللہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہونے کے علاوہ جلیل القدر تابعی ہیں، آپ کو متعدد ائمہ جیسے امام ابو الحسن عجلیؒ م ۲۶۱ھ، حافظ ابن حبانؒ م ۳۵۴ھ، حافظ ذہبیؒ م ۷۴۸ھ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ م ۸۵۲ھ وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: معرفۃ الثقات للعجلی: ۱۰۴۳، الثقات لابن حبان: ۳۹۳۴، الکاشف: ۳۲۰۴، تقریب التہذیب: ۳۸۷۴)

س تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بلحاظ سند کم از کم حسن ہے، علماء غیر مقلدین یں سے محب اللہ راشدی نے بھی لکھا ہے کہ اس کی سند حسن سے کم نہیں ہے۔ لہٰذا یہ قعہ صحیح و ثابت ہے۔ (مقالات راشدیہ: ج۱ ص۲۱۰)

(مولانا) عبدالرحمٰن عابد (عفی عنہ)

اہل حدیث یا منکرِ حدیث...؟

۵: عقیدہ حیات النبی ﷺ صحیح احادیث سے:

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"فرمایا نبی ﷺ نے جو کوئی شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے یعنی فرشتے لاتے ہیں" (فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۷۰۶)

دوسری جگہ درج ہے:

حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت ﷺ کہ فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے، چنانچہ مشکوۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے (سید محمد نذیر حسین) (فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۵۲۹)

غیر مقلدین کے شیخ الکل سے معلوم ہوا کہ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ احادیث سے ثابت ہے

☆... غیر مقلدین کے مجتہد العصر امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں برزخی زندگی کیساتھ زندہ ہیں (الحق الصریح ج ۴ ص ۳۸۲)

☆... غیر مقلدین کی خطیب (جامع مسجد محلہ تیلیاں ہری پور) لکھتے ہیں:

"پس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں اہل حدیث کا یہی اعتقاد ہے (رسالہ درود شریف ص ۱۶)

☆ ... غیر مقلدین کے مفتی عبدالقہار صاحب لکھتے ہیں:

"ہاں نبی علیہ السلام کی قبر پر جاکر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے" (فتاویٰ ستاریہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۷)

معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ حدیث سے ثابت ہے اور ساتھ ساتھ یہ عقیدہ اہلحدیث کا بھی ہے۔ آگے پھر دیکھئے کہ کون کون اس حدیث کے منکر اور اس عقیدے کا منکر ہوتے ہیں...؟

☆ ... موصوف دوسری کتاب میں فرماتے ہیں:

"محدث مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم نے کہا کہ محققین کی جماعت کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی مرقد مبارک میں زندہ ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ امت کی طاعت سے خبر پاکر خوش ہوتے ہیں" (اسلام کی چودھویں کتاب صفحہ ۵۴، رسالہ درود شریف ص ۱۶ او ۱۷)

☆ ... غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"اہل سنت کے دونوں مکاتب فکر، اصحاب الرای واہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں۔ برزخ میں وہ عبادات، تسبیح و تہلیل فرماتے ہیں ان کو رزق بھی ان کی حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے شہداء کے متعلق حیات کی وضاحت قرآن عزیز میں موجود ہے انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد حق ہیں صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے" (مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۷)

دوسری جگہ حیات النبی ﷺ پر اعلام کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"میں نے اپنی گزارشات میں عرض کیا تھا کہ حیات انبیاء علیہم السلام پر اعلامت ہے گو احادیث کی صحت محل نظر ہے تاہم ان کا مفاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی

اجسام مبارکہ کو مٹی نہیں کھاتے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"
(مسئلہ حیات الانبیاء ص ۲۷)

☆... غیر مقلدین حافظ ابن القیمؒ کو بھی اپنے جیسے اہلحدیث مانتے ہیں. موصوف بھی اپنی کتاب میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ان ذهبوا عنا بحيث لا ندركهم وان كانوا موجودين احياء" (کتاب الروح صفحہ ۵۹ ناشر: مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان)

کہ انبیاء علیہم السلام اگرچہ ہماری نظروں سے غائب ہیں لیکن وہ زندہ ہیں

تبصرہ: ان سارے حوالوں کا حاصل یہ ہے کہ غیر مقلدین یہ مانتے ہیں کہ احادیث میں یہ موجود ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اب آئیں احادیث سے ثابت شدہ عقیدے کے متعلق اب انکی زبانی سنئے:

دوسرا رخ: اب غیر مقلدین کی اس اقراری دلائل مذکورہ سے انکار کے نظارہ دیکھ لیجیے:

☆... ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب غیر مقلد عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"عقیدہ حیات النبی ﷺ کی دو صورتیں ہیں:
شرک...... بدعت... (اہل سنت کا منہج تعامل صفحہ ۲۵۷)

گویا لاشعوری میں اپنے ہی اکابرین پر شرک و بدعت کے فتوی لگانے کی چکر میں ہیں.

☆... مشہور غیر مقلد بدیع الدین راشدی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"قرآنی عقیدہ کے مطابق ہمیشہ زندہ رہنے والے ایک اللہ تعالی کی ذات ہے.... اور اس صفت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں. اور حنفی مذہب کی بموجب رسول

اللہ ﷺ کو بھی اس دنیاوالی حیات ہی قبر میں حاصل ہے" (امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے ص ۲۳)

غیر مقلد نے نا صرف یہ کہ اپنے اکابرین کو شرک کی فہرست میں شمار کر لیا بلکہ اپنی اقرار سے احادیث ماننے کو شرک کہا معاذاللہ...

آخر یہ نتیجہ اہلحدیث کا ہو سکتا ہے یا منکر حدیث کا...؟

☆... غیر مقلدین کے استاذالاساتذہ عبدالغفار محمدی صاحب لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ اس قبر میں زندہ نہیں" (حنفیوں کے سوالات اور ان کے جوابات صفحہ ۴۰۰)

☆... غیر مقلدین کے محقق اسلام ابوالقاسم سیف بنارسی صاحب لکھتے ہیں:

"حیات برزخی کا مسئلہ قیاسی نہیں ہے کہ حیاتِ شہداء پر آنحضرت ﷺ کی حیات بعد الممات کو قیاس کیا جائے بلکہ اس کے لیے نص کا ہونا ضروری ہے....اگر آنحضرت ﷺ قبر میں زندہ ہوتے تو رد روح چہ معنی دارد؟

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۱۰۵)

غیر مقلدین پر آزادی کا بھوت سوار ہے، غیر مقلدیت (بدونِ اجتہاد) کی وجہ سے کیسے صحیح احادیث سے انکاری ہوتے ہوئے منکرین حدیث کے صف میں شمار ہوتے ہیں..؟

تو میں اب اس حوالوں کی روشنی میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ فرقہ اہلحدیث یا منکر حدیث...؟!

٦: تقلید کی ثبوت حدیث سے:

فرقہ اہلحدیث کی چند شہادتیں ملاحظہ کیجیے کہ انہوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ تقلید احادیث سے ماخوذ ہے، اور پھر بعد میں خود فیصلہ کریں کہ خود ان کی اقراری ثبوت سے یہ فرقہ کیسے بھاگ رہے ہیں:

☆... غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں
"مؤلف نے اس دعوی پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع نقل کیا ان سے
مطلق تقلید وقت لاعلمی کی ثابت ہوتی ہے" (معیار الحق ص ٩٦)
میاں صاحب نے اقرار کرلیا کہ مطلق تقلید "حدیث" سے بھی ثابت ہے
ابھی مزید بھی پڑھتے جائے...

☆... امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:
"مونږه د حدیث د امام بخاری" مقلدین او متبعین یو" (التحقیق
السدید صفحه ٨٣، د تقلید حقیقت او د مقلدینو اقسام صفحه ٢٤٤)
ترجمہ: ہم امام بخاری کی احادیث کے مقلدین اور متبعین ہیں
جہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ فرقہ اہلحدیث احادیث کی تقلید چھپ چھپ کرتے ہیں تو یہ
بھی ثابت ہوگیا کہ تقلید اور اتباع بھی ایک ہے، ورنہ ایک ہی جگہ اور ایک ہی سطر
اور مفہوم میں متضاد الفاظ لکھنا کوئی عقلمندی نہیں.
تو یہاں بھی غیر مقلدین اپنی وہ دو حوالے پیش نظر رکھے جس میں دعوی کیا گیا تھا کہ
اہلحدیث کی ہر بات کتاب و سنت سے ماخوذ ہوتی ہیں (کما مر تفصیلہ)
مزید یہی پشاوری صاحب لکھتے ہیں:
"د نبی کریم ﷺ نه علاوه د بل یو عالم تقلید په مونږ باندی چا
واجب کړی دی" (الحق الصریح ج٣ص ١٠٥)
ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور عالم کا تقلید ہم پر کس نے واجب کیا ہے
معلوم ہوا کہ یہ لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم پر کسی کا تقلید واجب نہیں ہاں اگر
مطلب ہے تو وہ نبی کریم ﷺ کا تقلید واجب ہے.
☆... امین اللہ پشاوری کے مدرسے کا مہتمم عبداللہ قانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"تقليد د كتاب و سنت ضروري دي "(حق او حقيقت صفحه۶۱)
تقلید کتاب وسنت کی ضروری ہے

کتاب وسنت کی تقلید ضروری ہونے بھی ان ہی کی اقوال اور اُصول کی روشنی میں ضرور احادیث سے ماخوذ ہونگے فلہذا تقلید احادیث سے ثابت ہے ورنہ اپنے اکابرین کو جھوٹ کی فہرست میں شمار کرنا پڑیگا...!

☆... مولانا اسحاق گبرالی کالامی سواتی صاحب غیر مقلد (تلمیذِ رشید الشیخ عبدالسلام رستمی صاحب غیر مقلد) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"تاآنکہ صریح نص موجود نہ ہو تو پھر کسی مجتہد کی تقلید اس کی قوۃ دلیل کے ساتھ کرتے ہیں" (اہداء المذکر الی المتعصب المتکبر صفحہ ۱۳ و ۳۶)

☆... فضل الرحمٰن بن میاں محمد صاحب مسئلہ تقلید پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا (امرتسری صاحب غیر مقلد، ناقل) اس مسئلہ کو حل کرنے میں اپنی عادتِ محمودہ کے مطابق قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ کی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک عامی کیلئے تقلید تو جائز ہے لیکن تخصیص جائز نہیں"

(حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ص ۹۸)

اس حوالے سے بھی ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام صاحب نے تقلید حدیث سے بھی ثابت کیا ہے یعنی تقلید کی ثبوت حدیث میں بھی ہے ابھی تقلید نہ کرنا یا تقلید کو بُرا بھلا کہنا منکرین حدیث کا شیوہ ہے یا کہ اہلحدیث کا...؟!

اگر موصوف کی بات غلط ہے تو ماننا پڑیگا کہ فرقہ اہلحدیث حدیث پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا بلکہ کون کون سے حوالے کو جھٹلاؤ گے...؟

☆... غیر مقلدین کی طرف سے امام اہلحدیث ایوارڈ ملنے والا (مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص ۹۴۴) وحید الزمان صاحب بخاری شریف کی حدیث "لا دریت ولا تلیت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یعنی نہ مجتہد ہوا نہ مقلد.... سب باتیں تحقیق کرکے مقلد بنتا تو اس آفت (عذاب قبر) میں کاہی کو گرفتار نہ ہوتا" (تیسر الباری ۲/۲۹۶)

موصوف دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"ایک روایت میں یوں ہے: "ولا اتلیت یعنی نہ خود سمجھا اور نہ سمجھنے والے کی تقلید کی جیسے پیغمبر یا مجتہد کی" (لغات الحدیث ج ا ص ۵۷: الف)

غیر مقلدین کے امام اہلحدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تقلید نہ صرف یہ کہ عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ بھی ہے بلکہ حدیث سے بھی ثابت ہے.

☆... نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"اور پیغمبر کے سوا کسی کی تقلید درست نہیں ہے"

(مجموعہ رسائل جلد ۳ صفحہ ۵۴۰)

اسی طرح ہمارے ساتھ فرقہ اہلحدیث کی کبار علماء کی بہت سے حوالہ جات ہیں جس میں انہوں نے بھی تقلید کی اثبات کی ہیں لیکن ہم صرف ان حوالوں پر اکتفاء کرلیتے ہیں، مزید تفصیل کیلئے ہمارا مضمون "تقلیدی اہلحدیث" کی طرف مراجعت (رجوع) کریں.

تبصرہ: ان حوالوں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تقلید احادیث اور قوی دلائل سے ثابت ہے.

ابھی فرقہ اہلحدیث کی خود اپنی ہی زبانی اقرار سے احادیث سے ثابت شدہ چیز (یعنی تقلید) کی انکار کی نظارہ دیکھ لیجے تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ یہ اہلحدیث ہیں یا منکر حدیث...؟

دوسرا رخ: غیر مقلدین کی شاعر اور ممدوح سید ثروت کمال ساحر صاحب مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شرک کی ایک شاخ ہے تقلید، تو نے یہ ہی کہا ثناء اللہ...الخ

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۳)

غیر مقلدین کی ذہنیت ملاحظہ کیجے کہ تقلید (غیر مقلدین کے اُصول کے مطابق احادیث سے ثابت شدہ چیز) کو شرک کہنے میں ذرہ بھی نہیں خوف محسوس نہیں کرتے...(!!)

☆... مشہور متعصب غیر مقلد پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب اپنی کتاب میں سوال وجواب کی شکل میں لکھتے ہیں:

"ح: ہم نے سنا ہے کہ آپ تقلید کو بھی شرک کہتے ہیں حالانکہ تقلید کا شرک سے کیا تعلق؟

م: تعلق کیوں نہیں، تقلید اور شرک کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے شرک اُگتا ہی تقلید کی سرزمین میں ہے ہر مشرک پہلے مقلد ہوتا ہے پھر مشرک، اگر تقلید نہ ہو تو شرک کبھی پیدا نہ ہو شرک پیدا ہی تقلید سے ہوتا ہے شرک کو اپنی پیدائش کے لیے جس زمین اور فضا کی ضرورت ہے وہ تقلید ہی مہیا کر سکتی ہے"

(اصلی اہلسنت مشمول حقانیت مسلک اہلحدیث صفحہ ۳۰۲)

یہاں وضاحت کی ضرورت ہی نہیں کہ اپنے اقرار سے احادیث سے ثابت شدہ چیز کو شرک کہنے سے ان کو شرم نہیں آتی...

☆... اسی وجہ سے مشہور غیر مقلد مولانا ملک عبدالعزیز مناظر ملتانی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"خلاصۃ المرام غیر مقلد رہنا اسلام میں داخل ہے اور مقلد کہلانا اس سے خارج ہے۔"
(استیصال التقلید صفحہ ۱۱)

اور آگے لکھتے ہیں:

"اور یہ بھی صاف ثابت ہے کہ مقلد یقین ایمان سے عاری و خالی ہوتا ہے" (ایضاً صفحہ ۳۵)

ان غیر مقلدوں کو کون سمجھائے کہ بھئی آپ لوگ تعصب میں اتنے آندھے ہو چکی ہیں کہ صرف یہ نا کہ اپنے اکابرین کو بھی شرک کی گھاٹ میں گرادیا ہے بلکہ اپنے اقرار سے احادیث سے ثابت شدہ چیز کو شرک کہہ کر لاشعوری و جنونِ غیر مقلدیت میں اپنی ایمان کو بھی خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔

☆... آخری حوالہ ملاحظہ کیجیے جس میں غیر مقلدین کی ذہن سازی کی تصویر دکھائی دے رہا ہے کہ یہ لوگ تقلید بالفاظ دیگر احادیث سے ثابت شدہ شئ کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے....؟

ایک غیر مقلد اپنی گزشتہ عمر کے بارے میں کہتے ہیں:

"راقم الحروف ابو محمد سلطان احمد میانوالوی آبائی <u>مقلد مشرک حنفی المسلک</u> تھا، زندگی کی تقریباً ۲۱ بہاریں تقلید ناسدید کی خاردار جنگل میں راہ حق سے بھٹکی ہوئی برباد کی ہیں، ۱۹۵۷ء میں خطیب الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف محمدیات خصوصاً طریق محمدی شمع محمدی اور خطبات محمدی وغیرہ کی مطالعہ سے بفضلہٖ تعالی اہلحدیث ہوگیا" (ہدایۃ النبی المختار المعرف بہ مکمل نماز صفحہ ۱۶ از مولانا عبدالوہاب دہلوی غیر مقلد)

دیکھا بیچارہ تقلید سے بھاگ کر اندھے تقلید کی گھاٹ میں گرگیا۔

ہم بھی غیر مقلدین کے اُصول کے مطابق پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے بجائے جوناگھڑی غیر مقلد کی کتابوں کی وجہ سے اہلحدیث ہونا کیا یہ خود تقلید سے کم ہے...؟

واقعی غیر مقلدین لکھتے اور بولتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں...

اور مزید جوناگھڑی کی کتابوں میں کیا کیا گُل کھلائے ہیں اس پر تو کسی اور موقعہ پر تفصیلی روشنی ڈالینگے ان شاء اللہ، البتہ ان لوگوں کی جھوٹے اور خودساختہ سوانحی حکایت کے باوجود بھی خود اپنے ہی باتوں میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ جھوٹ ہلاکت ہی کی سبب ہے...

اس سے دیگر معلومات راز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ لوگ صرف تقلید کو شرک نہیں سمجھتے بلکہ اپنے آباء واجداد کو بھی مشرک کہدیتے ہیں استغفر اللہ العظیم....!

عمر مشتاق حفظہ اللہ

میثم قادری رضاخانی کے مضمون پر ایک نظر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

قارئین کرام! مناظر اسلام، فاتح رضاخانیت، حامی سنت، قاطع شرک و بدعت حضرت مولانا ابو ایوب قادری صاحب حفظہ اللہ کی کتاب "دست و گریباں" ایک ایسا شاہکار ہے جس میں دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دوسروں کو گستاخ کہنے والے رضاخانی پہلے اپنی چارپائی کے نیچے جھاڑو مارے اور پہلے اپنے اور اپنے آباء کے ایمان کی خبر لے۔ اس کتاب کا ایسا اثر ہوا کہ رضاخانیت میں صفِ ماتم بچھ گئی، زیر و زبر ہوئے مگر جواب ندارد۔ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ اختر رضا کی کتاب "قہر خداوندی" دست و گریباں کا جواب ہے کیونکہ اس کتاب میں دلائل کا جواب دینے کے بجائے واویلا کیا گیا ہے اور الحمد اللہ اس واویلا کا قلع قمع مناظر اسلام مفتی عمیر قاسمی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "فضل خداوندی" میں احسن انداز میں کیا ہے، قارئین اِس کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ اُس "چول نامہ" کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

بہرحال آج تک رضاخانیوں سے "دست و گریباں" کا جواب نہ بن سکا، اب عوام کو تسلی دینے کے لیے میثم قادری نے اختر رضا کی طرح بجائے جواب کے واویلا شروع کیا اور ایک مضمون بنام "دیوبندی ابو ایوب تضادات کے بھنور میں" لکھا جو کہ ماہنامہ اعلی حضرت کے جولائی، اگست ۲۰۱۸ کے شمارے میں چھپا اور غالبًا پاکستان میں ایک رسالے کی شکل میں بھی نمودار ہوا۔ میثم قادری کی علمی حیثیت کیا ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے اس کے لئے ملاحظہ فرمائیں مجلہ سیف حق، قہر حق اور سوط الحق۔

بریلویوں کی خیانت:

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ لوگ دست و گریباں میں دیے گئے دلائل کا جواب دیتے اور اپنے اکابرین پر سے کفر کے فتوے ہٹاتے جیسا کہ حسن علی رضوی بھی یہی لکھتا ہے کہ:

"امانت کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے وہ اپنے اکابر پر سے کفر و تضاد کا بوجھ اٹھاتا"

(برق آسمانی صفحہ نمبر ۱۲)

مگر میثم قادری و اختر رضا خان نے بقول حسن علی رضوی کے امانت سے کام نہ لیا یعنی خیانت کا ارتکاب کر بیٹھے

قارئین..! آپ کو یہ جان کر بھی حیرت ہوگی کہ میثم قادری کوئی عالم دین نہیں بلکہ ہماری معلومات کے مطابق ایک کلین شیو کتب فروش ہے لیکن بے شرمی دیکھیے کہ چلا ہے مناظر اہل سنت پر اعتراضات کرنے، اس پر ہم بجائے خود کے ابو عبداللہ نقشبندی رضاخانی کا یہ اقتباس نقل کرنا چاہیں گے کہ:

"جب آدمی بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کرے"

(ہدیہ بریلویت پر ایک نظر صفحہ نمبر ۳۹)

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

خیر ہم یہاں اس کے مضمون پر ایک نظر کرتے ہیں کیونکہ بہت سے ساتھیوں نے کہا تھا کہ اسکا جواب لکھا جائے. یہ مضمون اس قابل تو نہیں کہ اسکا جواب لکھا جائے تاہم عوام کو دھوکے سے بچانے کے لیے اس پر ایک تحقیقی و تنقیدی نظر پیش خدمت ہیں:-

"حدیث شریف میں متضاد باتیں کرنے والے آدمی کی مذمت"

یہ سرخی قائم کرکے میثم رضاخانی نے صحیح مسلم کی ایک روایت لکھی ہے اور ترجمہ یوں کیا ہے "اور تم لوگوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے"
(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب خیار الناس، حدیث ۲۵۲۶، بیت الافکار الدولیہ، ریاض) (ماہنامہ اعلیٰ حضرت جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ ۴۰)
اس کے بعد ہمارے چند حوالہ جات نقل کیے[1] جن کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ متضاد باتیں کرنے والا شخص بے عقل، جاہل، بے وقوف اور مخبوط الحواس ہے. ظاہر ہے ان حوالہ جات سے یہ رضاخانی بھی متفق ہوگا کیونکہ اِس نے انکو نقل کرنے کے بعد کوئی بھی تردید نہیں کی اور رضاخانیوں کا اُصول ہے کہ جب مصنف کوئی حوالہ نقل کرے پھر اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہ کرے تو وہ مصنف کا بھی نظریہ ہوتا ہے(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جلد دوم صفحہ ۲۷_ مفہوم)
تفصیل کا تو موقع نہیں البتہ ہم میثم قادری کی ایک عدد تضاد بیانی قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ خود اپنے فتوے سے ہی یہ جاہل، بے عقل اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے برا شخص ثابت ہو جائے۔

---

[1] میثم قادری نے محمد بن عبد الوہاب کو بھی ہمارے اکابرین میں شامل کیا ہے جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علماء دیوبند کا محمد بن عبد الوہاب سے کوئی تعلق نہیں ایک ہوتا ہے کسی کے عالم ہونے کا اقرار اور دوسرا ہوتا ہے کسی کو اکابرین میں شمار کرنا. لیکن ہمارے علماء میں سے کسی نے بھی محمد بن عبد الوہاب کو اپنے اکابرین میں شمار نہیں کیا مزید تفصیل (سفید و سیاہ) ایک نظر میں ملاحظہ فرمائیں

میثم قادری نے اپنے اسی مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ:

""رد دیوبندیت پر اپنی زیر تالیف کتاب "کیا مکالمۃ الصدرین جعلی کتاب ہے؟" کی تکمیل کے لیے مولوی ابو ایوب دیوبندی کی کتب کو سرسری طور پر دیکھا تو یہ تضادات نظر آئے جو یہاں پیش کر دیئے""

(ماہنامہ اعلی حضرت جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ نمبر ۴۹)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ میثم رضاخانی نے ۲۰۱۸ میں مناظر اہل سنت کی کتب (جن میں دست و گریباں بھی شامل ہے_از ناقل) کو پہلی مرتبہ سرسری طور پر پڑھا نہ کہ مکمل.

مگر دوسری طرف یہی شخص ۲۰۱۲ میں لکھتا ہے کہ:

"بہت سے مسائل پر دیوبندیوں کی دھینگا مشتی (اسکی مراد دست و گریباں ہے از ناقل) کا حاصل مطالعہ راقم کے پاس محفوظ ہے"

(مجلہ کلمہ حق شمارہ نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۹۷ مارچ، اپریل ۲۰۱۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ ۲۰۱۲ میں ہی میثم قادری نے دست و گریباں کو مکمل پڑھ لیا تھا اور حاصل مطالعہ بھی محفوظ کر رکھا تھا .اب ہم میثم رضاخانی سے یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ اگر تم نے ۲۰۱۸ میں پہلی مرتبہ دست و گریباں پڑھی وہ بھی صرف سرسری طور پر، تو پھر ۲۰۱۲ میں تم نے اس کا حاصل مطالعہ کیسے محفوظ کر لیا؟

اس پر ہم بجائے خود کے آپ ہی کی تحریر سے تبصرہ نقل کرتے ہیں:

"دروغ گورا حافظہ نباشد" (مجلہ کلمہ حق صفحہ نمبر ۲۹ جولائی، اگست ۲۰۱۱)

غلام نصیر الدین کی بھی سن لیجیے:

"متضاد ہونا تو وہابیت کی جان ہے"

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جلد اول صفحہ ۲۱۷)

قارئین دیکھا آپ نے دوسروں کے تضادات جمع کرنے والا خود کس قدر تضاد بیانی سے کام لے رہا ہے۔

میثم قادری کی پہلی جہالت:

"مولوی ابو ایوب کی پہلی تضاد بیانی" یہ عنوان قائم کرکے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مناظر اہل سنت لکھتے ہیں کہ جواب دیتے ہوئے فریق مخالف کا حوالہ اسی کے لیے حجت ہوتا ہے اپنے لئے نہیں جبکہ خود مناظر اہل سنت نے ایسا کیا ہے (ملخصاً ماہنامہ اعلیٰ حضرت جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ نمبر ۴۱،۴۲)

الجواب:- قارئین یہ مناظر اہل سنت کی تضاد بیانی نہیں بلکہ میثم رضاخانی کی جہالت و دھوکہ دہی ہے وہ اس لیے کہ مناظر اہل سنت نے جہاں یہ لکھا ہے کہ فریق مخالف کا حوالہ اسی کے لیے حجت ہے تو وہ اُس صورت میں ہے کہ جب ان حوالہ جات میں گالی گلوچ، طعنہ بازی وغیرہ ہو جیسا کہ خود میثم قادری نے بھی اپنے مضمون میں مناظر اہل سنت کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ "اس کے ہمیں منافق کہنے سے کچھ نہیں ہوتا" گویا مناظر اہل سنت نے یہ لکھ کر اسے مقید کر دیا لیکن جاہل رضاخانی اسے کلی سمجھ بیٹھا۔ میثم کی اس جہالت پر ہم رضاخانی ابو عبداللہ نقشبندی کا یہ تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، ابو عبداللہ لکھتا ہے کہ:

"اب ظاہر ہے کہ جب کسی کی عداوت میں آدمی اندھا ہو جائے تو اس قسم کی فضول حرکتیں ہی کرے گا۔ کوئی فضول شخص کسی معقول بات کو سمجھنے کی لیاقت کہاں

رکھتا ہے جب دماغ ہی ٹیڑھا ہو تو دوسروں کی صحیح بات بھی غلط اور فضول نظر آتی ہے" (ہدیہ بریلویت پر ایک نظر صفحہ نمبر ۹،۱۰)

میثم قادری کی دوسری جہالت:

"مولوی ابو ایوب کی دوسری تضاد بیانی" اس عنوان کے تحت میثم قادری نے یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے کہ ایک جگہ مناظر اہل سنت نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو بریلوی علماء میں شمار کیا ہے تو دوسری جگہ انکے بریلوی ہونے کا انکار کیا ہے۔ (ملخصاً۔ ماہنامہ اعلی حضرت جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ نمبر ۴۳)

الجواب -: یہاں بھی اس رضاخانی نے اپنی جہالت کا واضح ثبوت دیا ہے اور اپنے آباء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خیانت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ مناظر اہل سنت نے انہی صفحات پر یہ بھی لکھا ہے کہ:

"بریلوی علماء کی طرف سے پیر مہر علی شاہ صاحب------ گولڑوی بریلوی نہیں رہے جو ان کے بقول بریلوی تھے۔ بلکہ بریلویوں نے تو صراحۃ شاہ صاحب کو اپنے سے جدا کر دیا"

(دست و گریباں جلد اول صفحہ نمبر ۷۰، دار النعیم)

اور پھر آگے العطایا الاحمدیہ ج۵ ص ۲۹۴ اور ص ۲۹۵ سے ثابت کیا ہے کہ رضاخانی نعیم الدین قادری نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو اپنے سے جدا کر دیا ہے (ایضاً صفحہ ۷۱،۷۰)

ہاں یہ بات الگ ہے کہ رضاخانیت انکے بریلوی ہونے کے دعوے کرتی ہے۔

قارئین..! دیکھا آپ نے۔ مناظر اہل سنت نے کتنی وضاحت کے ساتھ بات لکھی ہے لیکن میثم رضاخانی نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے صرف اپنے مطلب کی عبارت ہی نقل کر دی، تف ہے ایسی خیانت پر۔

"ایسا اندھا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو اپنے مطلب کی بات تو نظر آجائے اور صحیح بات کے وقت آنکھوں میں موتیا اتر آئے" (برق آسمانی صفحہ نمبر ۲۲)
میثم خود بھی اپنے اسی مضمون میں رقم طراز ہے کہ:
"دیوبندی نے دجل کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیاق و سباق کو حذف کرکے یہ اقتباس نقل کردیا" (ماہنامہ اعلی حضرت جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ نمبر ۴۴)
گویا میثم نے اپنے ہی خلاف لکھ دیا، اس بات کو رضاخانیوں کی زبان میں یوں بیان کیا جائے گا
"اپنے خلاف لکھ کر اپنے منہ پر تھوک دیا" (اقرار علم غیب صفحہ نمبر ۱۸)

میثم قادری کی تیسری جہالت:

"مولوی ابو ایوب کی تیسری تضاد بیانی" یہ عنوان قائم کرکے میثم نے مناظر اہل سنت کے کچھ حوالہ جات نقل کیے اور یہ ثابت کیا کہ سیاق و سباق حذف کر کے عبارات نقل کرنا دجل ہے اور پھر مناظر اہل سنت پر درج ذیل دو اعتراضات کیے:۔

پہلا اعتراض یہ کیا کہ مناظر اہل سنت نے لکھا ہے کہ عام طور پر احمد رضا خان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے مگر اسی عبارت کے اوپر یہ عنوان بھی تھا کہ "تہمتوں کا انبار" گویا مناظر اہل سنت نے سیاق و سباق کو چھوڑ کر عبارت نقل کی

دوسرا اعتراض یہ کیا کہ مناظر اہل سنت نے مناظرہ کوہاٹ میں احمد رضا خان کی عبارت بھی سیاق و سباق سے ہٹ کر نقل کی اور یہ جھوٹ کہا کہ احمد رضا خان خنزیر کو پاک لکھتا ہے۔

الجواب (1): اس اعتراض میں بھی میثم نے اپنی جہالت کا واضح ثبوت دیا کیونکہ کسی چیز کی شہرت کبھی حقیقت ہوتی ہے تو کبھی صرف الزامات. احمد رضا خان کے متعلق جو یہ مشہور تھا کہ وہ مکفرا لمسلمین تھے یہ بالکل حقیقت تھی ہاں یہ الگ بات ہے کہ رضاخانیت اس کو تہمت قرار دے لیکن حقیقت بہر حال حقیقت ہی رہے گی، جیسا کہ مولانا معین الدین اجمیری جو سلسلہ خیر آبادی کے سر خیل ہے اس حقیقت سے کچھ اس طرح پردہ اٹھاتے ہے:-

"دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلی حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا" (تجلیات انوار معین صفحہ نمبر37)

اسی طرح آگے لکھتے ہے کہ:-

"آپ(احمد رضا) کی شمشیر تکفیر سے سلف صالحین کی گردنیں بھی محفوظ نہیں" (تجلیاتِ انوار معین صفحہ نمبر39)

قارئین...! ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ مناظر اہل سنت نے جو احمد رضا خان کے متعلق لکھا وہ بالکل درست ہے ہاں رضاخانیت احمد رضا کی عقیدت میں اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ انکو حقیقت بھی تہمت نظر آتی ہے. اب اس کو حسن علی رضوی کی زبان میں یوں بیان کیا جائے گا:

" کانے کو کانا کہا جائے تو وہ چڑتا ہے " (برق آسمانی صفحہ نمبر17)

مزید ابو کلیم صدیق خان لکھتے ہیں کہ:-

"آخر عام لوگوں میں جو شہرت ہوتی ہے اس کی بنیاد ضرور ہوتی ہے "
(انوارِ احناف صفحہ نمبر ۶۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:-

"مشہور محاورہ ہے: زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو" (انوارِ احناف صفحہ نمبر ۶۴)

ابو کلیم کے ان اقتباسات کی روشنی میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ جو مشہور تھا کہ احمد رضا خان کٹر اسلمین تھے اسکی بنیاد ضرور تھی(جو ہم نے اوپر مولانا معین الدین سے نقل کر دی) اور اس طرح سے میثم کے اعتراض کی بھی دھجیاں اڑ گئی.

(2) یہ اعتراض بھی میثم کی ناواقفیت و جہالت کی مکمل اکائی کرتا ہے وہ اس لئے کہ فتویٰ رضویہ کی عبارت کے دو جز ہے جو درج ذیل ہیں۔:

ایک یہ کہ " اصل اشیاء میں طہارت ہے حتی کہ خنزیر بھی، کیونکہ وہ منی سے ہے، منی خون سے، خون غذا سے اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں "

دوسرا جز یہ کہ " حتی کہ اگر شریعت اسے نجس عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا"

پہلا جز احمد رضا خان کی تحقیق ہے اور دوسرا شریعت کا مسئلہ، احمد رضا خان کے بقول خنزیر اصل میں پاک ہے اور شریعت کے مطابق یہ نجس عین ہے۔رضاخانوں کے لئے احمد رضا کے دین و مذہب پر عمل ہر فرض سے اہم فرض ہے (الملفوظ کامل صفحہ نمبر415) یعنی رضاخانوں کو چاہیے کہ وہ خنزیر کو پاک سمجھے کیوں کہ یہ تحقیق احمد رضا خان کی ہے جبکہ نجس تو اسے شریعت نے قرار دیا ہے اور احمد رضا خان کی تحقیق بقول انکے شریعت سے بھی زیادہ اہم ہے.

تو قارئین مناظر اہل سنت کا اعتراض بالکل درست ہے کیونکہ اعتراض پہلے جز پر تھا نہ کہ دوسرے پر، اور پھر یہ رٹ لگانا کہ فقہاء نے بھی لکھا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فقہاء نے آگے شریعت کی قید لگا دی جس کی وجہ سے ہم ان فقہاء کو ناپاک سمجھتے ہیں جبکہ آپ کا معاملہ کچھ اور ہے آپ کے لئے تو احمد

رضا کا دین حجت ہے نہ کہ شریعت . میثم قادری کا یہ واویلا بھی بے کار ہے کہ سیاق و سباق سے ہٹ کر عبارت پیش کی گئی کیوں کہ انکے گھر کا آدمی لکھتا ہے کہ "دیندار مصنفین کا وطیرہ یہ رہا ہے کہ جواب دیتے وقت مخالف کی وہی عبارت لیتے ہیں جو ان کے مدعا کو پوری کرتی ہو" (دیوبندیوں سے لاجواب سوالات صفحہ نمبر ۱۱۲۱) تو لیجئے رضاخانیوں کے گھر سے ہم نے مولانا ابو ایوب قادری صاحب کو دیندار ثابت کر دیا_ الحمدللہ

میثم رضاخانی کی چوتھی جہالت:

"مولوی ابو ایوب کی چوتھی تضاد بیانی" یہ سرخی جما کر میثم رضاخانی نے یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ایک طرف مولانا ابو ایوب قادری صاحب یہ لکھتے ہیں کہ علماء میں اختلاف کوئی بری بات نہیں جبکہ دوسری طرف دست و گریباں انہی مسائل پر لکھی گئی اور پھر احمد رضا کے حقہ پینے کی دست و گریباں بطور مثال پیش کی گئی اسکے بعد اپنے زعم میں ایک الزامی جواب بھی لکھ مارا (ملخصاً_ ماہنامہ اعلی حضرت، جولائی، اگست ۲۰۱۸ صفحہ ۴۷ تا ۴۹)

الجواب -: جہاں تک بات ہے علماء میں اختلاف کی، تو یہ حق بات ہے کیونکہ تقریباً ہر دور میں علماء کی آراء کا اختلاف دیکھا جا سکتا ہے لیکن دست و گریباں ان مسائل پر نہیں بلکہ کفر و ایمان، نبی کریم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی پر ہونے والی، تمہاری ایک دوسرے پر فتویٰ بازی کا تاریخی و لاجواب ریکارڈ ہے. میں رضاخانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تمہارے مسلک میں کفر و ایمان، نبی کریم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی فروعی مسائل ہیں؟ ہمیں جواب کا انتظار رہے گا.

اب آتے ہیں میثم کی مثال پر، ہم اپنے قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ دست و گریباں کی جلد اول صفحہ ۸۹ تا ۹۳ دیکھئے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رضاخانیوں کے فتوے سے احمد رضا مکروہ فعل کا مرتکب، حرام فعل کا ارتکاب کرنے والا، منہ سے دھواں نکال کر دوزخیوں کے مشابہ ہونے والا، نبی کریم ﷺ کی زیارت سے محروم رہنے والا، شیطان کا ذکر منہ لے کر میں بیٹھنے والا، دھواں پی کر اپنا دین برباد کرنے والا، اور گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پاتا ہے. لیکن میثم نے بقول حسن علی رضوی کے اندھے پن کا اظہار کیا اور صرف اپنے مطلب کی عبارت نقل کی .اور سنیئے۔ ظفر الدین سیالوی لکھتا ہے کہ "نبی کریم ﷺ حقہ کو ناپسند فرماتے ہیں"
(سگریٹ نوشی کے مضرات)

دوسری جگہ یہی ظفر الدین لکھتا ہے کہ "جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں جس پر انکے لئے ذلت کا عذاب ہے" (سگریٹ نوشی کے مضرات)

قارئین آپ خود ہی انصاف کرے کہ کیا نبی کریم ﷺ کو ایذا دینا فروعی مسئلہ ہے؟

نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ دست و گریباں میں مذکور حوالہ جات سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں کیونکہ وہ تو تمہاری ہی جوتی تمہارے سر پر ہے.

میثم نے احمد رضا کو بچانے کے لیے اپنے زعم میں ایک الزامی جواب بھی دیا ہے وہ یہ کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ تمباکو پیتے تھے جبکہ قاری عبد الرحمٰن پانی پتی اسے شیطان کا فضلہ کہتے تھے. (دیکھئے ماہنامہ اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۹)

الجواب -: لگتا ہے میثم نے مضمون لکھتے وقت دیانت نام کی چیز کو دفنا دیا تھا اسی لئے بار بار خیانت کا مظاہرہ کر رہا ہے. قارئین آپ انوار الباری کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں-:

"دورانِ درس پان کا استعمال نہ فرماتے تھے جبکہ درس مسلسل کئی کئی گھنٹہ کا بھی ہوتا تھا. حالانکہ پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی. تمباکو کی عادت پر انتہائی افسوس بھی کیا کرتے تھے" (انوار الباری عکسی جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۵۲)

غور کیجئے کہ مولانا انور شاہ صاحبؒ تمباکو دروس کے دوران استعمال نہ کرتے تھے یعنی تعلیم و تعلم کے دوران نہ پیتے تھے صرف پان کھاتے وقت استعمال کرتے تھے (احمد رضا خان نے تمباکو کی اس جیسی قسم کو جائز لکھا ہے دیکھئے فتویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ نمبر ۵۵۵) اور اس عادت پر افسوس بھی کیا کرتے تھے جبکہ قاری عبد الرحمٰن پانی پتیؒ نے تمباکو وغیرہ کو اس صورت میں شیطان کا فضلہ کہا ہے جب اس کی وجہ سے تعلیم و تعلم یا عبادات میں خلل پیدا ہوتا ہو دیکھئے تذکرہ رحمانیہ صفحہ نمبر ۱۸۴،۱۸۵)

یہاں ہم میثم پر اسکا ہی سوال لوٹاتے ہے کہ-:

"کیا فریب اور خیانت سے ہی اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے؟"
(مجلہ کلمہ حق شمارہ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۵)

میثم قادری مصطفےٰ رضا کی زد میں:

میثم قادری ہماری اور دیگر مکاتب فکر کی کتابیں پڑھتا ہے جیسا کہ اسکی تحریرات سے صاف عیاں ہے لیکن میثم قادری نے خود اپنے ہی رسالے میں مصطفےٰ رضا خان کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے کہ-:

(کراماتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ،ص19، مطبع دعوت اسلامی لاہور)

(کراماتِ صحابہ،ص91-92، مطبع دعوت اسلامی لاہور)

(کراماتِ صحابہ،ص91-92-93، مطبع دعوت اسلامی گجرات الہند ہندی نسخہ)

(کراماتِ صحابہ،ص،68 مطبع سنی دار الاشاعت ،فیصل آباد)

(کراماتِ صحابہ،ص،71 مطبع رومی پبلیکیشنز لاہور)

(کراماتِ صحابہ،ص،68 مطبع مکتبہ غوثیہ سلطانیہ ،فیصل آباد)

(کراماتِ صحابہ،ص،68 مطبع مکتبہ غوثیہ سلطانیہ ،فیصل آباد)

(کراماتِ صحابہ،ص،60 مطبع ضیاء القران پبلیکیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور)

(کراماتِ صحابہ،ص،60 مطبع ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی)

(کراماتِ صحابہ،ص91-92، مطبع دعوت اسلامی گجرات الہند)

مندرجہ بالا وہ کتب ہیں جس میں بیعت رضوان میں شامل اس صحابی کو معاذاللہ جس میں خبیث النفس ،مردود ،گستاخ و بے ادب کہاگیا ہے ۔ معاذ اللہ قارئین کرام! مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب نے جب الیاس عطاری پر گرفت کی تو مجہول ابو حامد رضوی نے اس پر تاویل کی ،تو اب ہم نے الیاس عطاری کی کتاب بیانات عطاریہ اس لیے پیش کی ہے کی کوئی رضا خانی اب یہ انکار نہ کر دے کی یہ تو عبد المصطفیٰ اعظمی کی کتاب تھی، تو اب رضا خانیوں سے سوال یہ ہے کی یہ بات تو خود الیاس عطاری نے اپنے بیان میں کہی ہے تو اس پر توبہ کیوں نہیں کرتا اگر توبہ کی ہے تو مجہول ابو حامد رضوی نے رجوع نامہ کیوں نہیں پیش کیا؟نیز اگر توبہ کی ہے تو کیا بریلوی مذہب میں گستاخ رسول ﷺ خواہ وہ گستاخی دیداہ دانستہ ہو یا کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہو کیا معاف ہوجاتی ہے ؟ اگر نہیں تو الیاس عطاری کی توبہ کا ڈھونگ نہ رچا جایائے

اور اگر ہو جاتی ہے تو جنید جمشید مرحوم کو معافی کیوں نہیں ملی؟کیا الیاس عطاری نے رجوع کیا ہے تو ابو حامد رضوی صاحب آپ کا دعویٰ ہے کی الیاس عطاری نے حضرت جہجاہ غفاریؓ کی گستاخی سے توبہ کر لی ہے تو یہ شگوفہ آپ نے چھوڑ دیا۔ مگر پوری جوابی ویڈیوں میں علماء دیوبندؒ اور لوگوں پر لعن طعن کرنے کے علاوہ کوئی بھی دلیل پیش نہیں کر سکے اور تو اور خود ہی اقرار کر گئے کہ حضرت جہجاہ غفاریؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ پر گستاخی کا الزام کی ناکام کوشش کا دندان شکن جواب

ابو حامد رضوی نے اپنے مسلکی تعصب وجہالت دکھاتے ہوئے حضرت تھانویؒ کی طرف جمال الاولیاء نامی کتاب کو منسوب کیا ہے۔

الجواب: اول تو یہ کے جمال الاولیاء نامی کتاب حضرت تھانویؒ کی نہیں ہے یہ علامہ یوسف نبہانی صاحب کی کتاب جامع کرامات اولیاء کی تلخیص کا ترجمہ ہے یہ حضرت تھانویؒ کی کتاب قطعاً نہیں۔ اب ہم وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس کا ترجمہ حضرت تھانویؒ نے کیا ہے۔

"باوردی اور ابن سکن نے عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ ممبر پر تھے کہ جہجا غفاری آپ کی طرف اٹھے اور آپکا عصا لیکر توڑ ڈالا تو ان جہجاہ پر ایک سال بھی نہ گزرا تھا کے ہاتھ میں اللہ تعالی نے مرض آکلہ بھیج دیا اور اسی سال انکا انتقال ہو گیا۔ (جمال الاولیاء، ص59-60)

اب اس جامع کرامات اولیاء کا ترجمہ کس طرح رضا خانی مولوی نے تبدیل کر کے سخت لہجے میں کیا ہے ملاحظہ ہو:

"علامہ ماوردی اور ابن سکن نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جہجاہ غفاری جب حضرت عثمانؓ خطبہ دے رہے تھے ،اٹھا اور آپ کی لاٹھی لے کر توڑ دی ۔ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کے ہاتھ میں مولا کریم نے گوشت خور پھوڑا نکالااور وہ اس سے مر گیا" ۔(مترجم جامع کرامات الاولیاء،ج1، ص252عربی مکتبہ الثقافیہ بیروت کے جلد2، ص151اور مرکز سنت برکات رضا فور بندر گجرات الھند کے جلد2، ص151پر ہے)

قارئین کرام! فیصلہ آپ کریں کہ کتاب جامع کرامات اولیاء کا صحیح و مہذب انداز میں ترجمہ کس نے کیا ہے ؟اور یہ کہنا کہ" حضرت" اور اور" رضی اللہ عنہ" بھی نہیں لکھا ہے ۔تو وہ اس لیے ہوا کیوں کے یہ کتاب جب حضرت تھانویؒ کی ہے ہی نہیں تو جیسا علامہ نبہانی نے اپنی کتاب میں نقل کیا وہی ترجمہ کر دیا اور رضا خانی نے تو حد ہی کر دی غیر مہذب انداز میں ترجمہ کیا ہے۔نیز" حضرت "یا" رضی اللہ تعالی عنہ "کے الفاظ نہ نقل کرنے اگر گستاخی ہے یا صحابیت کا انکار ہے تو اگر ہم آپ کے گھر کی کتب سے دکھاویں کہ جلیل القدر صحابہ کے ناموں کے ساتھ یہ دونوں اعزازی کلمات موجود نہیں تو کیا آپ ان پر بھی فتوی لگائیں گے؟

رضا خانی مولوی نے ترجمہ کس طرح کیاملاحظہ ہو" کھڑا ہوا "اور" مر گیا "معاذ اللہ، مگر حضرت تھانویؒ نے" جہجاہ غفاری آپ کی طرف اٹھے"اور آگے لفظ استعمال کیے ہیں"انتقال ہو گیا "اور دوسری جگہ لکھا ہے" مر گئے "مگر رضا خانی مجہول ابو حامد رضوی یہ نہیں بتایا کے کتاب میں یہ واقعہ نقل تو کیا ہے مگر الفاظ اب بھی باقی رکھے ہیں۔

حوالہ نمبر ثانی کا جواب:

ابو حامد رضوی کذاب نے کسی معراج الحق صاحب کی کتاب کو پیش کیا ہے جناب من پہلے اس بندے کا معتبر ہونا بھی تو ثابت کریں جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ہے۔

حوالہ نمبر ثالث کا جواب : مجہول ابو حامد رضوی نے ایک کتاب" قہر خداوندی بر گستاخانِ اصحاب النبی ﷺ" نامی کتاب پیش کی ہے اور اس کتاب کے مصنف کا نام لکھا ہے" محمد اسماعیل غزنگی "اور جس پر اس نے امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر علیہ رحمہ کا ایک خط کا ذکر کیا ہے جس کے حوالے سے ابو حامد نے محمد اسماعیل صاحب کو شاگرد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے،جس کا جواب میں دو حصوں میں دیتا ہوں۔

حصہ اول: سب سے پہلے اس نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے اس کتاب پر مصنف کا نام" محمد اسماعیل غزنگی "لکھا ہے اور اس ہی کے ساتھ ابو حامد رضوی نے امام اہل سنت کا خط پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے" قاضی محمد اسرائیل صاحب " تو ابو حامد رضوی کذاب صاحب آپکا جھوٹ تو پکڑا گیا ہے جس خط میں اسرئیل لکھا ہے اس کو تم نے اپنے مجدد صاحب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عوام کے سامنے" اسمٰعیل "نام سے پیش کیا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کی یہ بندہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر علیہ رحمہ کا شاگرد ہے مگر تمہاری کذب بیانی میں نے ویڈیو کے شروع میں سن لی تھی اور تب ہی تمہاری خباثت کا اندازہ لگا بھی لگا لیا تھا۔

حصہ دوم: قارئین کرام یہ دیکھیں کہ خط میں نام دوسرے بندے کا ذکر ہے جو محمد اسمٰعیل نہیں بلکہ محمد اسرئیل ہے اور خط سے عوام کو اس نے دھوکا دینے کی کوشش کی، اور اس خط کو بنیاد بنانے کی کوشش کی ہے جس میں کسی اور

سے ملاقات کرنے کا ذکر ہے جسکا نام قاضی محمد اسرائیل صاحب ہے۔اس خط کو اس نے پیش تو کیا بڑے دھڑلے سے مگر یہ بھول گیا کے میں خود ویڈیو میں اسرائیل بول رہا ہوں. اس خط کو اس نے تقریظ بنانے کی ناکام کوشش کی ہے جو کے ایک جھوٹ ہے کیونکہ خط کسی اور کے لیے تھا اور اس مجہول ابو حامد رضوی کذاب نے محمد اسماعیل نامی بندے کو امام اہل سنت کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جس سے اس کے دھوکے کا پردہ فاش ہو گیا ہے الحمد للہ

حوالہ نمبر رابع کا جواب: اس میں بھی اس نے وہی غیر معروف شخص کا حوالہ دیا ہے۔

حوالہ نمبر خامس کا جواب: اس میں ابو حامد رضوی نے مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ کے افادات کے حوالے سے کسی حافظ ندیم صاحب کی کتاب خلفائے راشدین نامی کتاب کو پیش کیا ہے۔پہلی بات تو یہ کہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ کتاب نہیں ہے اور دوسری بات یہکہ مولانا کے افادات جمع کرنے والے جناب کا معروف ہونا اور معتبر ہونا بھی تو ثابت کریں۔

کیونکہ یہ معتبر اور اکابر والے پیوند آپ ہی کے گھر کے ہیں کہ فلاں ہمارا نہیں فلاں ہمارے اکابر میں سے نہیں لہٰذا اس کا حوالہ ہم پر حجت نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ تو اب اس باب میں بھی صرف ہمارے اکابر کو پیش کریں بس۔

حوالہ نمبر سادس کا جواب: حوالہ نمبر پانچ میں رضا خانی ابو حامد نے جناب روح اللہ نقشبندی صاحب کی کتاب" کشف کرامات اولیائے نقشبند "کے حوالے سے عبارت پیش کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا روح اللہ نقشبندی صاحب نے اس واقعہ سے رجوع کر لیا ہے ۔ اس کی خبر مجھے محقق العصر مناظر

الاسلام مفتی نجیب اللہ عمر دامت برکاتہم العالیہ سے ملی اور مفتی صاحب کے پاس ان کا رجوع نامہ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی موجود ہے ۔

اور دوسری بات یہ دعوت اسلامی والے" کرامات صحابہ "کتاب کا حاشیہ لکھتے ہیں اور مصنف کی طرف سے عذر کیا بیان کرتے ہیں:

"کسی بھی عام مسلمان سے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی بھی صحابی کے بارے میں جان بوجھ کر نازیبا کلمہ استعمال کرے۔یقیناً حضرت مصنف کی علم میں نہ ہوگا کہ یہ صحابی ہیں، کیوں کہ یہاں جو معاملہ تھا وہ سیدنا عثمان غنیؓ کے عصا کے توڑنے کا تھا جس کی وجہ سے شاید مصنف سے تسامح ہو گیا ورنہ ہرگز ایسی بات صحابی رسول کیلئے نہ لکھتے ۔

(حاشیہ فضائل صحابہ ،ص 91 مطبع دعوت اسلامی گجرات الہند)

تو جناب من بالفرض الیاس عطاری نے رجوع بھی کرلیا ہو تب بھی صاحب کتاب کرامات صحابہ کا رجوع تو ثابت نہیں وہ تو بنا رجوع ہی اس دنیا سے کوچ کرگیا ۔اب تم نے اپنی کتب سے ثابت کرنا ہوگا کہ گستاخ اگر توبہ کئے بغیر مر جائے تو کوئی بات نہیں اس نے غلطی سے جو گستاخی کی ہوتی ہے وہ معاف ہوجاتی ہے ۔

نیز اس کے بعد آپ نے اپنے دعوے کے مطابق الیاس عطاری کا رجوع نامہ و توبہ نامہ بھی پیش کرنا ہے ۔

حضرت جہجاہ غفاریؓ کے واقعہ کی تحقیق:

قارئین کرام! اب ہم آپ کے سامنے اس واقعہ کی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو کن کن علماء و محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ۔ اور کس

طرح نقل کیا ہے جبکہ ۔بریلوی مولویوں نے اسے کس طرح مسخ کرکے پیش کیا ہے۔

امام صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدیؒ لکھتے ہیں۔

والجهجاه هو الذي تناول العصا من يد عثمان وهو يخطب فكسرها ثم اخذته فيه ركبته الاكلة وكانت عصا رسول الله ﷺ۔

(كتاب الوافي بالوفيات. جلد 11. ص160. مطبع دار احياء التراث العربيه)

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حدثنا قتيبة ثنا ابن فليح بن سليمان عن ابيه عن عمته عن ابيها وعمها انهما حضرا عثمان قال فقام اليه جهجاه بن سعيد الغفاري حتى اخذ القضيب من يده قضيب النبي ﷺ فوضعها على ركبتيه ليكسرها فشقها فصاح بها الناس ونزل عثمان حتى داره رمى الله الغفاري ركبته فلم يحل عليه الحول حتى مات۔ (تاريخ الاوسط .جلد 1. ص 79 نسخه مكتبة الشاملة .رقم 311:)

امام ابی القاسم الحسن الطبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ن جهجاه الغفاريؓ خذ عصا عثمان التي يتخصر بها فكسرها على ركبته فوقعت في ركبته الكلة۔(كرامات اولياء الله. ص 124 رقم 70: دار الطيبة الرياض)

علامہ یوسف نبہانی نے اپنی کتاب۔(حجۃ اللہ علی العالمین جدید ،ص613، مطبع دار الکتب علیہ بیروت لبنان/ قدیم نسخہ ،ص 862 اور مترجم ،جلد2 ،ص 650 مطبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) میں اپنی جامع کا ہی واقعہ نقل کیا ہے۔اور اس میں خبیث النفس ،مردود، مر گیا جیسے الفاظ مجھے نہیں مل سکے جو رضا خانی الیاس عطاری اوراس کی بریلوی جماعت نے اس واقعہ کے نقل میں اپنے بد باطن کی وجہ سے اضافہ کرکے نقل کیا ہے۔

الامام العلامۃ القاضی ابی الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

"وحکی ان جهجاهاً الغفاری اخذ قضیب النبی من ید عثمانؓ وتناوله لیکسره علیٰ رکبته .فصاح به الناس .فاخذته الاٰکلة فی رکبته فقطعها .ومات قبل الحول۔(کتاب الشفاء .ص541 .رقم 1333 .مطبع دبئی)

ترجمہ: ایک روایت ہے کہ جہجاہ غفاری نے حضور ﷺ کی چھڑی مبارک حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اس لیے چھینی کہ اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دے۔ لوگ اس پر چیخ پڑے۔ بالآخر اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا (جب وہ گلنے لگا) تو گھٹنہ کھاتا گیا اور اسی سال وہ مر گیا۔ (مترجم شفاء شریف از مفتی غلام معین الدین نعیمی، جلد2، ص 63، مطبع مکتبہ علی حضرت دربار مارکیٹ لاہور)

مولوی محمد اطہر نعیمی خطیب جامع آرام باغ کراچی نے ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہیڈنگ لکھی ہے۔ وہ بھی ملاحظہ ہو:

"حضور علیہ السلام کے عصائے مبارک کی توہین پر غیبی سزا"۔

جہجاہ غفاری نے حضور علیہ السلام کا عصائے مبارک حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنا چاہا لیکن لوگوں نے شور مچا کر اس کو روک دیا لیکن اس کو غیبی سزا اس طرح ملی کے اس کے گھٹنے میں پھوڑا نکلا جس نے ناسور کی شکل اختیار کر لی جس وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹی گئی اور وہ اسی سال مر گیا۔ (مترجم شفاء شریف، جلد2، ص 111، مطبع مکتبہ نبوی، گنج بخش روڈ لاہور)

مولوی احمد علی شاہ بٹالوی اس واقعہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ جہجاہ غفاری نے آنحضرت ﷺ کی چھڑی مبارک حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اس لیے چھینی کہ اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالے۔ تب لوگ چلائے۔ پھر اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا(آکلہ جس سے عضو گل جاتا ہےاور اس کو کاٹ ڈالااور وہ سال سے پہلے مر گیا۔) (مترجم شفاء شریف، ص431، مطبع فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کے سارے رضا خانیوں نے ترجمہ میں کیسی زبان استعمال کی ہے اور" مر گیا " کے لفظ استعمال کیے ہیں مگر ابو حامد رضوی گھر میں توبہ کروانے کے بجائے ہم سے جھگڑ رہا ہے۔

الامام الحافظ الکبیر ابی نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمد بن احمد بن موسی البابسیری قال ثنا عبد اللہ بن ابی داود ثنا ھشام بن خالد ثنا الولید قال ثنا مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر: ان جھجاہ الغفاری قام الی عثمان وھو علی المنبر یخطب.فأخذ العصا من یدہ وضرب بھا رکبتہ.وشق رکبۃ عثمان وانکسرت العصا.فما ل الحول علی جھجاہ حتی ارسل اللہ دیہ الأکلۃ فمات منھا۔

(دلائل النبوۃ.جلد2.ص581.مطبع دار النفائس بیروت)

رضا خانی حافظ قاری محمد طیب صاحب ہیڈنگ لگاتے ہوئےاس کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ حضرت عثمان کو ایذاء دینے والے کا انجام:

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار بلوہ کے دنوں میں جہجاہ غفاری اٹھا اور عثمان غنی(جب کہ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے)کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اور ان کے گھٹنے پر دے مرا جس سے ان کا گھٹنا سخت زخمی ہو گیا ۔اور عصا ٹوٹ گیاپھر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کے اللہ نے جہجاہ کے

ہاتھ میں ایک موذی پھوڑا پیدا کر دیا جس کی تکلیف سے وہ ہلاک ہو گیا۔
(مترجم دلائل النبوۃ، ص520، مطبع ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی)
رضا خانی جناب بشیر حسین ناظم اس واقعہ جو شواہد النبوۃ میں ہے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے ہیڈنگ لگاتا ہے۔ حضرت عثمان کی دل آزاری مترجمہ: انہی ایام میں جہجاہ بن سعید غفاری نے حضرت عثمانؓ سے حضور علیہ السلام کا عصائے مبارک چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا۔ لوگوں نے اس فعل قبیح پر واویلا کیا۔ اس وقت اس کے گھٹنے میں ایک بیماری پیدا ہو گئی جس کے سبب سال کے اندر مر گیا۔

(مترجم شواہد النبوۃ، ص275، مطبع مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)
اس مترجم دلائل النبوۃ کا مقدمہ۔ بریلویوں کے پیر اقبال احمد فاروقی نے لکھا ہے
علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطیؒ لکھتے ہیں۔
واخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عمران جھجاہ الغفاری قام الی عثمان وھو علی المنبر یخطب .فاخذ العصامن یدہ فکسرھا علی رکبتہ .فما حال الحول علی جھجاہ حتی ارسل اللہ فی رجلہ الاکلۃ .فمات منھا۔

(تاریخ الخلفاء، ص132، مطبع دار ابن حزم)
رضا خانی مولوی شمس بریلوی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے ہیں:
ترجمہ: ابو نعیم نے دلائل میں ابن عمرؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ
ایک جمعہ کو حضرت عثمانؓ خطبہ فرماتے تھے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپ کا چھین لیا اور گھٹنے پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ آکلہ (کینسر) کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔
(تاریخ الخلفاء، ص359، مطبع پروگریس بکس)

امام ابن شیبہ نے اپنی تاریخ میں اور امام ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں، اور امام سخاویؒ نے تحفہ میں امام ابن عبد البر مالکیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے ۔اس کے علاوہ بے شمار کتابوں سے میں حوالہ پیش کر سکتا ہوں مگر بدعتیوں نے جو "خبیث النفس"، "مردود "جیسے الفاظ نقل کیے ہیں وہ مجھے کسی کتاب میں نہیں ملے ہیں۔

حضرت سیدنا جہجاہ غفاریؓ کی گستاخی کرنے والے رضا خانیوں کی لسٹ دیکھ لیں جس میں وہی گستاخانہ الفاظ ہیں جن پر ابو حامد رضوی نے تاویل کی ہے۔ ہمیں ان سب کا توبہ نامہ و تجدید نکاح و ایمان مطلوب ہے:

مولوی محمد مسعود قادری ——— (حضرت عثمان کے سو واقعات، ص 102، مطبع شاکر پبلکیشنز لاہور)

محمد عبد الخالق توکلی——— (حضرت سیدنا عثمان غنی، ص،83، مطبع کرمانوالا بک شاپ دربار مارکیٹ لاہور)

مولوی حبیب القدری——— (سیرت حضرت سیدنا عثمان غنی، ص94، اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور)

محمد یوسف کیلی——— (تجلیات حضرت سیدنا عثمان ذولنورین، ص215، مطبع نوریہ رضویہ لاہور)

اور رضا خانیوں کے معروف عالم مولوی جلال الدین احمد امجدی نے بھی واقعہ نقل کیا ہے جس میں اس نے خوب نمک مرچ لگا کر پیش کیا ہے اور ان سب مولویوں نے بد نصیب، بدبخت، خبیث النفس، مردود بے ادب مر گیا جیسے لفظ استعمال کیے ہیں۔ معاذ اللہ

جلال الدین امجدی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت سیدنہ عثمان غنی ذوالنورین، ص29، مطبع بھاٹی گیٹ، لاہور)

اور اس کی کئی کتابوں میں یہ واقعہ نقل ہے۔

(خلفائے راشدین، ص96-97، مطبع شبیر برادرز اردو بازار زبیدہ سنٹر لاہور)

(خلفائے راشدین، ص231، مطبع دعوت اسلامی لاہور)

(خلفائے راشدین، ص114، مطبع اکبر ر سیلرز اردو بازار لاہور)

(خطبات محرم، ص173، مطبع شاکر پبلکیشنز لاہور)

(خطبات محرم، ص173، مطبع کتب خانہ امجدیہ دہلی الہند)

(خطبات محرم، ص173، مطبع مکتبہ فقیہ ملت دہلی الہند)

(خطبات محرم، ص173، کتب خانہ امجدیہ مہراج گنج بستی یوپی الہند)

(خطبات محرم، ص200، مطبع کتب خانہ امجدیہ مٹیہ محل دہلی الہند)

جاری.....

مولانا امیر السعید حقانی حفظہ اللہ

غائبانہ نماز جنازہ کا تحقیقی جائزہ

نماز جنازہ ایک عبادت اور دعا ہے جو میت کیلئے اللہ تعالی سے بخشش اور مغفرت مانگنے کا ایک ذریعہ ہے لیکن آج کل آپ اس بات پر حیران ہونگے کہ شہروں میں جس طرح جلسوں اور دوسرے پروگرامات کیلئے اشتہارات چھپ جاتے ہیں اور اسکے ذریعے لوگوں کو دعوت دیجاتی ہے اسی طرح بڑے التزام کیساتھ غائبانہ نماز جنازہ کی اشتہارات دیواروں پر دکھائی دیتی ہیں.

ان کو دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ تو نہ قرآن سے ثابت ہے نہ احادیث سے نہ صحابہ کرامؓ سے تو پھر یہ لوگ کس دلیل کی بنیاد پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا التزام کرتے ہیں.

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے والوں سے ایک درخواست:

غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ احادیث مبارکہ میں. تو ان حضرات سے درخواست ہے کہ آپ ایک آیت پیش کریں جس میں غائبانہ نماز جنازہ کا ذکر ہو. اگر قرآن سے نہیں پیش کرتے اور ان شاء اللہ تا قیامت پیش نہیں کرسکتے پھر احادیث مبارکہ سے ایک حدیث صحیح صریح مرفوع متصل غیر معارض پیش کریں جس میں "غائبانہ نماز جنازہ" پڑھنا موجود ہو جس طرح جنازے کے بارے میں احادیث موجود ہے جنازے کا طریقہ اور اور آداب کا ذکر ہے اسی طرح غائبانہ نماز جنازہ کا طریقہ اور آداب تفصیل سے ذکر ہو لیکن غائبانہ نماز جنازہ کا ذکر کسی بھی روایت میں نہیں اور نہ ہی اس کا طریقہ اور احکامات کی تفصیل موجود ہے. اگر ہے تو پیش کرو. ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین..

جبکہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو ان سے پوچھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے ہاں تو صحابہؓ کے اقوال حجت نہیں ہے. لیکن پھر بھی یہ حضرات خلفاء راشدینؓ اور دوسرے صحابہؓ میں سے کسی بھی صحابی سے غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں کر سکتے.

حالانکہ خلفاء راشدین کے دورخلافت میں صحابہ کرامؓ مختلف علاقوں میں گئے، مختلف علاقوں میں جنگیں لڑی گئی. ان میں بہت سے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے، لیکن ایک صحابی کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا گیا اور نہ ہی صحابہ کرامؓ سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت ملتا ہے پھر بھی ان حضرات سے درخواست ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ سے کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں لیکن قیامت کی صبح تک پیش نہیں کر سکتے ان شاء اللہ.

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کے دلائل اور ان سے جوابات:

دلیل نمبرا: یہ حضرات سب سے بڑی دلیل جو پیش کرتے ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے امام مالکؒ نے روایت نقل کیا ہے اپنی مایا ناز کتاب موطا امام مالک صفحہ ۲۰۸ کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر چار تکبیریں پڑھی.

فلہذا ہمارے دو اصول ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، ہمارا اس سے کیا تعلق ہے کہ بعد میں صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ نے اس پر عمل نہیں کیا. ہم ان کی تو مقلد نہیں ہیں.

ان حضرات سے سوالات: (۱) کیا آپ حضرات صحابہ کرامؓ سے زیادہ متبع السنہ ہو.

(۲) اس حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کا لفظ دکھائیں.

(۳) دعوی اور دلیل میں مطابقت نہیں ہے چونکہ دعوی غائبانہ نماز جنازہ کا ہے اور حدیث میں صرف جنازہ کا ذکر ہے.

(۴) یہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت تھی اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے.

تحقیقی جوابات:

اس حدیث کا راوی حضرت ابوہریرہؓ ہے جس کا سن وفات ۵۹ ہجری ہے اور نجاشی کا جنازہ ۹ ہجری میں حضور علیہ السلام نے پڑھا تھا تو حضرت ابوہریرہؓ نجاشی کی جنازے کے بعد ۵۰ سال تک زندہ رہے اس پچاس سال میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک مرتبہ بھی غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں ہے نہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ کہا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے اور نہ ہی پڑھنے کا حکم دیا.

اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ حضور علیہ السلام کی سنت کو چھوڑنے والے ہوں گے یا قصداً غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے اور یہ قاعدہ بھی مسلم ہے کہ جب راوی اپنی روایت کا مخالفت کریں تو اس روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا. تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی غائبانہ نماز جنازہ کا تصور نہیں تھا.

دوسری دلیل: ان حضرات کی دوسری دلیل جو کہ مسلم شریف جلد اص ۳۰۹ پر حضرت جابرؓ کی روایت ہے پیش کرتے ہیں اس حدیث میں نجاشی کی جنازہ پڑھنے کا ذکر موجود ہے

جوابات: ۱= دعوی اور دلیل میں مطابقت نہیں ہے (یعنی دعوی غائبانہ نماز جنازہ کا ہے اور حدیث میں صرف جنازہ کا ذکر ہے)

۲: آپ سے صحابہ کرامؓ زیادہ متبع سنت تھے اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتا تو حضرت جابرؓ جو اس حدیث کا راوی ہے نجاشی کی جنازہ کے بعد ستر سال تک زندہ رہے جو کہ ۷۹ میں فوت ہوئے ہے

اور نجاشی کا جنازہ ۹ ہجری میں پڑھایا تھا. اب سوال یہ ہے کہ اس ستر سال کی عمر میں حضرت جابرؓ سے ایک مرتبہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں اور نہ پڑھنے کا حکم

دیا ہے تو معلوم ہوا کہ نجاشی کا جنازہ غائبانہ نہیں تھا بلکہ معجزانہ طور پر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے سامنے کر دیا تھا تو نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہوا تھا بلکہ آپ علیہ السلام کے سامنے تھا.

نجاشی کی نمازِ جنازہ کی حقیقت حال:

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ باقی امت سے زیادہ متبع سنت تھے اور ان کے برابر کوئی امتی نہیں ہو سکتا. اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے متبع سنت ہونے کے باوجود بھی غائبانہ نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھتے تھے جبکہ نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ سے ثابت ہے.

جواب: نجاشی کی جنازے کے بارے میں عمران بن حصینؓ سے مروی ہے

وَمَا نَحْسِبُ الْجِنَازَةَ إِلَّا مَوْضُوعَةً بَيْنَ يَدَيْهِ

(مسند احمد جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، ناشر: دار الکتب العلمیہ لبنان ح: ۲۰۵۴۰)

ترجمہ: ہم نہیں خیال کرتے تھے مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے.

اور ابن حبان میں یہ الفاظ ہے: وَهُمْ لَا يَظُنُّونَ إِلَّا أَنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

(صحیح ابن حبان جلد۷ صفحہ۳۶۹، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

اور وہ لوگ (صحابہؓ) خیال نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ جنازہ آپ علیہ السلام کے سامنے ہے.

اور شرح الزرقانی علی الموطا میں بحوالہ ابو عوانہ یہ روایت ذکر ہے:

«فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَنَحْنُ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا»

کہ ہم نے نبی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی ہم نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے.

اور ابو عوانہ امام بخاری کا استاد ہے کوئی معمولی آدمی نہیں کہاں ہے بخاری کے دعوے دار...؟ جب ان کے خواہش کی خلاف بات آئی تو امام بخاری کے ارشاد بھی نہیں مانتے

تو معلوم ہوا کہ نجاشی کا جنازہ غائبانہ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالی نے معجزہ کے طور پر سامنے کر دیا تھا

اور صحابہ کرامؓ اور آپ علیہ السلام نے نجاشی کا جنازہ سامنے رکھا ہوا سمجھ کر پڑھا تھا نہ کہ غائبانہ تھا. (جیسا کہ آگے حافظ ابن القیمؒ کا قول آرہا ہے)

اور یا بطور کشف نجاشی کا جنازہ آپ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ کے سامنے کر دیا تھا

نجاشی کا جنازہ کیوں پڑھا گیا... ؟

۱: یہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت تھی

۲: نجاشی دار الکفر میں تھے اور وہاں پر کوئی مسلمان موجود نہیں تھا کہ ان پر جنازہ پڑھائے. تو اس پر جنازہ پڑھانے کیلئے آپ علیہ السلام سے زیادہ حقدار کوئی نہیں تھا. اسلئے آپ علیہ السلام نے نجاشی پر جنازہ پڑھا. امام ابوداودؒ نے اپنی مایا ناز کتاب ابوداود شریف میں اس بات کو اختیار کیا ہے

(دیکھئے سنن ابی داود جلد ۲ ص ۴۶۷، معالم السنن ج ۱ ص ۸۱۰)

تو معلوم ہوا کہ دور سے جنازہ نبی علیہ السلام کو کشف ہوا تھا. اور کشف کا ہونا شریعت میں ثابت ہے

کشف کا واقعہ: جنگ موتہ کا واقعہ: جنگ موتہ کے دوران جب صحابہ کرامؓ شہید ہو رہے تھے تو آپ علیہ السلام کو کشف ہوا اور فرمایا کہ حضرت زیدؓ شہید ہو گئے اب جھنڈا حضرت جعفرؓ کے ہاتھ میں ہے اور جب حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے تو فرمایا کہ اب جھنڈا عبداللہ بن رواحہؓ کے ہاتھ میں ہے آپ یہ فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے فرمایا پھر جھنڈا خالد بن ولیدؓ نے لیا اور جنگ فتح ہو گئی (بخاری صفحہ ۱۶۷)

تو اس سے معلوم ہوا کہ گویا آپ علیہ السلام ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے

اسی طرح بہت سے واقعات ملتی ہیں لیکن ہم خوفِ طوالت کی خاطر باقی مثالوں سے قطع نظر کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۲: نجاشی کا جنازہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت تھی کیونکہ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے باب باندھا ہے "باب صلوۃ النبی علی النجاشی" تو کسی اور نام سے باب نہیں باندھا گیا اور خاص صرف نجاشی کا نام لیتے ہوئے باب قائم کیا ہیں اس طرز سے بھی محدثین کا فہم معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک بھی یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

جواب نمبر ۳: امام بخاریؒ کا استاد امام محمدؒ نے فرمایا ہے: أَلَا يُرَى أَنَّهُ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ بِالْمَدِينَةِ، وَقَدْ مَاتَ بِالْحَبَشَةِ، فَصَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَرَكَةٌ، وَطُهُورٌ فَلَيْسَتْ كَغَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ" (موطا امام محمد ص ۱۶۷)
کیا نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی آپ کی نماز برکت والی اور پاک کرنے والی تھی اور دوسروں کی نمازوں جیسے نہیں تھی یہی فرمان امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔

تیسری دلیل: حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ ابن معاویہؓ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی:
عن أنس بن مالك، قال: نزل جبرائيل على النبي ﷺ، فقال: يا محمد، مات معاوية بن معاوية المزني، أتحب أن تصلي عليه؟ قال: نعم..... فصلى عليه. الخ (الاصابہ ۳/۳۳۶، ذكر من اسمه معاوية)

جواب نمبر ۱: اس واقعہ کا راوی حضرت انسؓ ہے جو (۹۳ھ) میں فوت ہوگئے تھے اور معاویہ ابن معاویہؓ کا انتقال ۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی تھی اور آپ علیہ السلام اس وقت جنگ تبوک میں تشریف فرما تھے۔

یعنی حضرت انسؓ جو اس واقعہ کا راوی ہے اس واقعہ کے بعد ۸۴ سال تک زندہ رہے لیکن اس ۸۴ سال کی زندگی میں ایک مرتبہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہے اور نہ پڑھنے کا حکم دیا ہے اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتا تو حضرت انسؓ ایک دو مرتبہ ضرور پڑھتے تھے اسلئے کہ صحابہ کرامؓ ہم سے ہزار چند زیادہ متبع سنت تھے.

تو معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے.

جواب نمبر ۲: یہ روایت ضعیف ہے اس کے بارے میں حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ اس روایت کی کوئی سند صحیح نہیں سب ضعیف ہیں (تفسیر ابن کثیر ۲۰۹/۴)

۲: علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہے کہ ان احادیث کے سندیں قوی نہیں ہیں اگر یہ احکام سے متعلق ہو تو ان میں سے کوئی بھی قابل حجت نہیں (الاستیعاب ۳۷۵/۳)

۳: حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

« وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى معاوية بن معاوية الليثي وَهُوَ غَائِبٌ. وَلَكِن لَا يَصِحُّ. فَإِنَّ فِي إِسْنَادِهِ العلاء بن زيد، ويقال ابن زيد. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ. وَرَوَاهُ محبوب بن هلال، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَنَسٍ. قَالَ الْبُخَارِيُّ: لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ (زاد المعاد ص ۱۰۵)

جواب نمبر ۳: اس پوری روایت پر جب نظر ڈالا جائے تو پوری حقیقت حال معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں موجود ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ﷺ حضرت معاویہ بن معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں. أتحب أن تصلي عليه؟ قال: نعم

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا دایاں ہاتھ پہاڑوں پر رکھا اور وہ دب گئی یہانتک کہ مدینہ منورہ ہمیں نظر آنے لگا:

اسی طرح بہت سے واقعات ملتی ہیں لیکن ہم خوفِ طوالت کی خاطر باقی مثالوں سے قطع نظر کرتے ہیں۔

جواب نمبر۲: نجاشی کا جنازہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت تھی کیونکہ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے باب باندھا ہے "باب صلوۃ النبی علی النجاشی" تو کسی اور نام سے باب نہیں باندھا گیا اور خاص صرف نجاشی کا نام لیتے ہوئے باب قائم کیا ہیں اس طرز سے بھی محدثین کا فہم معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک بھی یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

جواب نمبر۳: امام بخاریؒ کا استاد امام محمدؒ نے فرمایا ہے: أَلَا يُرَى أَنَّهُ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ بِالْمَدِينَةِ، وَقَدْ مَاتَ بِالْحَبَشَةِ، فَصَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَرَكَةٌ، وَطَهُورٌ فَلَيْسَتْ كَغَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ" (موطا امام محمد ص۱۶۷)
کیا نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی آپ کی نماز برکت والی اور پاک کرنے والی تھی اور دوسروں کی نمازوں جیسے نہیں تھی یہی فرمان امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔

تیسری دلیل: حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ ابن معاویہؓ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی:

عن أنس بن مالك. قال: نزل جبرائيل على النبي ﷺ، فقال: يا محمد، مات معاوية بن معاوية المزني، أتحب أن تصلي عليه؟ قال: نعم..... فصلى عليه. الخ (الاصابه۳/۳۳۶، ذكر من اسمه معاوية)

جواب نمبر۱: اس واقعہ کا راوی حضرت انسؓ ہے جو (۹۳ھ) میں فوت ہوگئے تھے اور معاویہ ابن معاویہؓ کا انتقال ۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی تھی اور آپ علیہ السلام اس وقت جنگ تبوک میں تشریف فرماتھے۔

فضرب بجناحيه فلم يبق أكمة ولا شجرة إلا قد تضعضعت. فرفع سريره حتى نظر إليه. (الاصابہ ج۱ص۳۲۴)

تو اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنازہ غائب نہیں تھا اور اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ علیہ السلام سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی اور مزید یہ کہ مدینہ منورہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی؟

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن القیمؒ بھی یہ نقل کرتے ہیں کہ:

رُفِعَ لَهُ سَرِيرُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ وَهُوَ يَرَى صَلَاتَهُ عَلَى الْحَاضِرِ الْمُشَاهَدِ، وَإِن كَانَ عَلَى مَسَافَةٍ مِنَ الْبُعْدِ، وَالصَّحَابَةُ وَإِن لَمْ يَرَوْهُ» (زاد المعاد ص۵۰۰)

کہ میت کی چارپائی دکھائی گئی پس نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی گویا کہ حاضر میت پہ ہے نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہیں اگرچہ (حقیقت) میں (میت) دور ہی تھا. اگرچہ (عام) صحابہ کرامؓ اس میت کو نہیں دیکھتے تھے (کیونکہ یہ نبی علیہ السلام کا معجزہ تھا)

خلاصہ: اس بارے میں امام ابن القیمؒ کا فیصلہ بھی دیکھ لیجے، فرماتے ہیں:

"مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی فوت ہوئے ہیں جو حضرت اقدس ﷺ سے غائب تھے مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی:

« فَقَدْ مَاتَ خَلْقٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ غُيَّبٌ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ »(زاد المعاد ص۵۰۰. الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت)

ان سب حوالوں سے معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے لہذا جو حضرات غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں یہ قرآن، حدیث، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے منہج کے خلاف ہے

اب جو حضرات اس صحیح مسلک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں یہ صرف اور صرف امت میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کی ناکام سازش

ہیں لہذا عوام اور تمام محب وطن اور صحیح عقیدہ حضرات سے درخواست ہے کہ ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو بچانے اور اس بدعملی سے بچنے کی کوشش کریں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مندرجہ ذیل کتابیں محدود تعداد میں دستیاب ہیں

۱: دفاع اہل السنۃ والجماعۃ

۲: التحقیق الجلی فی عقیدۃ الاستواء وصفات اللہ العلی

۳: تحفۃ الاشاعت (مماتیوں کا)

۴: قرآن مقدس اور بخاری محدث (مماتیوں کا)

۵: عرف الجادی، کنز الحقائق (غیر مقلدوں کا)

۶: بدعات الامنزمیہ (غیر مقلدین کے سو بدعات)

۷: عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم

رابطہ: 0344 9474566

تبصرہ بر کتب

(تبصرہ کیلئے کم از کم دو کتب کا بھیجنا ضروری ہے۔ تبصرہ سرسری نظر کے بعد کیا جاتا ہے لہذا ادارے کا کسی کتاب کے تمام مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں)

فضائل اعمال و فضائل صدقات(تخریج شدہ)

ناشر:مکتبہ عمر فاروقؓ قصہ خوانی بازار پشاور

رابطہ نمبر:091:2580103

تبلیغی جماعت جسے ہمارے اکابر نے قائم کیانے پوری دنیا میں دین اسلام کا ڈنکا بجایا۔ تبلیغ جماعت اور اس کے بے لوث کارکنان کی تڑپ اور لگن کی بدولت اللہ نے لاکھوں ،کروڑوں لوگوں کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت دی۔ اس جماعت کے کارکنان کی اصلاح و تربیت کیلئے پاک و ہند کے معروف عالم دین جن کے نام کے ساتھ گویا" شیخ الحدیث "کا لقب جز لاینفک ہوگیا ہے یعنی حضرت مولانا زکریا کاندھلوی صاحب"شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری نے (۱)فضائل اعمال (۲)فضائل حج (۳) فضائل صدقات

کے ناموں سے ایک نصاب تیار کیا۔جسے عوام و خواص میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ حضرت زکریا صاحبؒ کے اخلاص کا نتیجہ تھا کہ عوام میں قرآن مجید کے بعد جس کتاب کو سب سے زیادہ پڑھاجاتا ہے وہ" فضائل اعمال "ہے۔یہ دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو ہر محلے ہر گلی اور ہر ملک میں آپ کو باآسانی دستیاب ہوجائے گی۔

اہل علم کا وطیرہ رہا ہے کہ اس قسم کی مقبول عام کتب پر تخریج و تحشیہ اور دیگر مختلف نوعیت کے علمی کام کرکے خدمت دین کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔

اصلاح امت کے اس عظیم نصاب پر بھی اہل علم حضرات نے توجہ دی اور ناشرین حضرات نے کتاب میں موجود تمام احادیث و واقعات کی نہ صرف تخریج حاشیہ پر رقم کردی بلکہ اس کی مشکل لغات کا حل بھی ساتھ میں پیش کردیا۔ جو یقیناً ایک عظیم کام تھا جو پایہ تکمیل کو پہنچا۔ الحمد للہ

دشمنان دین نے اس کتاب کی مقبولیت سے گھبرا کر اپنی عادت بد کے مطابق اس پر طرح طرح کے لایعنی و سوقیانہ اعتراضات بھی کئے جس کے دندان شکن جواب وقتاً فوقتاً علمائے حق دیتے رہے، ان شاء اللہ عنقریب ہی حضرت مولانا عبد الرحمن عابد صاحب زید مجدہ کی مایہ ناز تصنیف اسی حوالے سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے والی ہے جو اس موضوع پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔

الحمد للہ مالک مکتبہ عمر فاروق نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا۔ اور اس تخریج والی کتاب کو منظر عام پر لا کر امت مسلمہ پر عظیم احسان کیا اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس کتاب کی اسطرح محنت شاقہ کے ساتھ پشتو زبان میں بھی شائع کرے گا۔ مخالفین حضرات اس کتاب کا مطالعہ کرکے اپنی آنکھوں سے اب تعصب، ضد وہٹ دھرمی کی یہ عینک اتار کر احادیث کے اس عظیم مجموعہ اور سلف و صالحین کے سینکڑوں ایمان افروز واقعات پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کرکے اپنی باطنی اصلاح کریں گے۔

نوٹ: مزید کتب کا مطالعہ نہ ہو سکا اسلئے مزید کتابوں پر تبصرہ کرنے سے ادارہ معذرت خواہ ہیں، وہ آئندہ شمارہ میں آئیگا ان شاء اللہ الرحمن

رسالہ حاصل کرنے کیلئے مختلف علاقوں میں ہمارا نمائندگان

مولانا ناصر بابر بره بانڈی سوات 0343:9207892

مکتبہ عباسیہ تیمرگرہ 0333:9977599

مولانا عادل شیرگرہ 0340:9642502

مکتبہ عثمانیہ بٹخیلہ

مولانا ہدایت الرحمٰن مردان 0315:8039139

مولانا اسماعیل، قاری فیاض کوہاٹ

0335:5478127،0334:5522771

مکتبہ ختم نبوت و مکتبہ زاہد قصہ خوانی پشاور

مولانا صدام منمدا یجنسی 0306:0954700

مولانا فیض الحسین تہکال پشاور 0314:9489612

مفتی طیب الرحمٰن حقانی پیر بالا پشاور

مولانا عبدالقادر درگئی 0346:2684312

مولانا فرمان اللہ حقانی شبقدر 0333:9058857

مکتبہ جمال قاسمی کراچی 0348:2175472

لائبریری کی علمی ضروریات پوری کر کے صدقہ جاریہ میں حصہ لیں

جماعت کے علم دوست اور مخیر حضرات سے اپیل

احباب کے علم میں ضرور نوجوانان احناف لائبریری میں کتب کا مشاہدہ ہوگا اور ادارہ اپنے محدود وسائل کے مطابق کچھ کتابیں خریدتا رہتا ہے۔ لیکن حسب ضرورت واقتضاء اہم علمی کتابوں کی زیادہ خرید اس کی حصہ استطاعت سے باہر ہے نیز بہت سے کتابیں نئے انداز سے چھپ کر مارکیٹ میں آئی ہے۔ جن سے استفادہ بہت آسان ہے علاوہ ازیں نئی نئی کتب بھی اہم علمی موضوعات پر مرتب ہو کر ایڈٹ ہو کر شائع ہو رہی ہے اسلیئے جماعت کے علم دوست اور مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اپنے صدقات وتبرعات سے لائبریری کی ضروریات پورا کریں یہ کتابیں ان کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

نیز! جن حضرات کے گھروں میں علمی ومذہبی کتابیں الماریوں والا بریوں میں ایسے بند پڑی ہوں کہ ان سے کوئی بھی استفادہ نہ کرتا ہو ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتابوں کا ذخیرہ نوجوانان احناف لائبریری کو عنایت فرمائیں۔ اس سے ایک تو لائبریری کی علمی ثروت میں اضافہ ہوگا۔

دوسرے کتابیں ضائع ہونے سے بچ جائیں گی اور تیسرے ان کا یہ عطیہ ان کیلئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔ لائبریری سے تعاون کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنی کتب نوجوانان احناف لائبریری میں رکھوا کر نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس سے استفادہ کا موقع دیجئے

واجرکم علی اللہ

توضیحاتِ عباراتِ اکابرؒ

جلد اول

الشیخ مفتی محمد ندیم محمودی

مولانا عبدالرحمن عابد

نوجوانانِ احناف طلباء دیوبند پاکستان

03449474566

برائے رابطہ و کتابت: مسجد ابراہیم جہانگیر چوک لطیف آباد پشاور